http://www. Khatme-nubuwwat.org/

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ ختم نبوۃ

جلد نمبر ۱۷ | ۲۵ر مضان تا یکم شوال ۱۴۱۹ھ مطابق ۱۵ تا ۲۱ جنوری ۱۹۹۹ء | شمارہ نمبر ۲۴

مرزا قادیانی مسیح موعود کے روپ میں

قادیانیوں سے کسی بھی قسم کا تعلق حرام ہے

اسلامی نظام عدل اور مغربی نظام کا تقابلی جائزہ

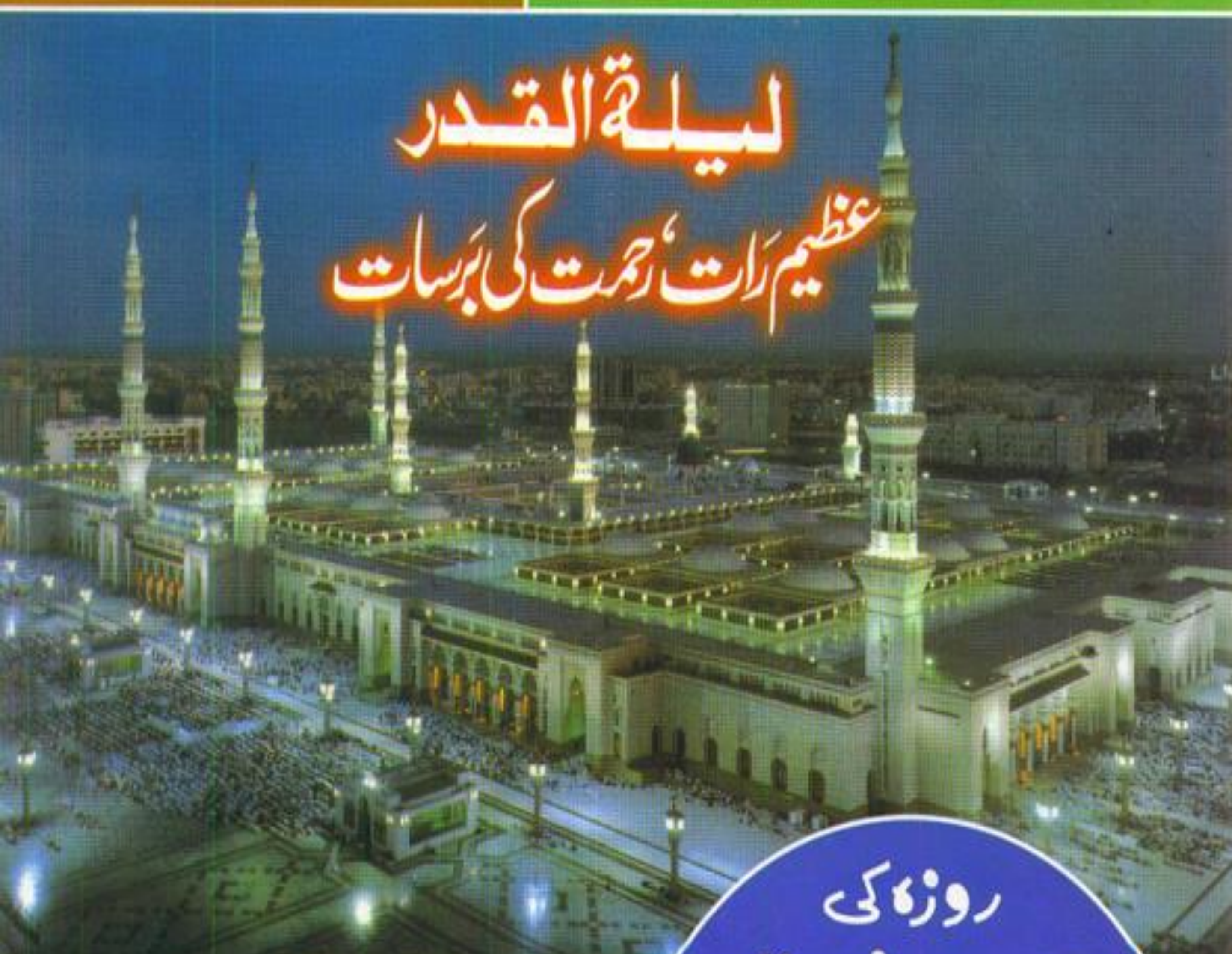

روزہ کی برکات اور شب قدر

قیمت : ۵ روپے

سحری کا وقت سائرن پر ختم ہوتا ہے یا اذان پر:

س… رمضان المبارک میں سحری کا آخری وقت کب تک ہوتا ہے، یعنی سائرن تک ہوتا ہے یا اذان تک؟ ہمارے یہاں بہت سے لوگ آنکھ دیر سے کھلنے کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے اذان تک سحری کرتے رہتے ہیں کیا ان کا یہ طرز عمل صحیح ہے؟

ج… سحری ختم ہونے کا وقت متعین ہے۔ سائرن، اذان اس کے لئے ایک علامت ہیں۔ آپ گھڑی دیکھ لیں اگر سائرن وقت پر بجا ہے تو وقت ختم ہو گیا اب کچھ کھا پی نہیں سکتے۔

سائرن بجتے وقت پانی پینا:

س… ہمارے یہاں عموماً لوگ سائرن بجنے سے کچھ وقت پہلے سحری کھا کر فارغ ہو جاتے ہیں اور سائرن بجنے کا انتظار کرتے رہتے ہیں جیسے ہی سائرن بجتا ہے ایک ایک گلاس پانی پی کر روزہ بند کر لیتے ہیں کیا ایسا کرنا صحیح ہے۔ مگر مطلب یہ ہے کہ کہیں سائرن بجنے کا مطلب یہ تو نہیں ہوتا کہ سحری کا وقت ختم ہو چکا ہے۔

ج… سائرن ایک منٹ پہلے شروع ہوتا ہے اس لئے اس دوران پانی پیا جاسکتا ہے بہر حال احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ سائرن بجنے سے پہلے پانی پی لیا جائے۔

ایک دن میں قرآن ختم کرنا:

س… ایک عورت یہاں پر تبلیغ کرتی ہے وہ کہتی ہے کہ آپ لوگ جو عورتیں ایک ساتھ مل کر ختم پڑھتی ہیں وہ ناجائز ہے کیونکہ ایک دن میں پورا قرآن ختم کرنا منع ہے، ایک قرآن کم از کم تین دن میں ختم کرنا چاہئے اس پر میں نے پوچھا کہ "خالق دینا ہال" یا دوسری جگہ تراویح میں ایک رات میں پورا ختم کیا گیا اس کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ تو اس نے کہا کہ یہ لوگ بھی سخت گناہ گار ہیں برائے مہربانی صحیح صورت حال سے ہمیں آگاہ کریں؟

ج… حدیث میں تین دن سے کم میں قرآن کریم ختم کرنا ممانعت آئی ہے کیونکہ اس صورت میں تدبر اور تفکر نہیں ہو سکتا مطلقاً ممنوع نہیں کیونکہ بہت سے سلف سے ایک رات میں قرآن کریم ختم کرنا بھی منقول ہے عورتیں جو مل کر قرآن کریم ختم کرتی ہیں اس میں دوسری خرابیاں ہو سکتی ہیں مثلاً عورتوں کا بن ٹھن کر آنا صحیح تلاوت نہ کرنا تلاوت کے دوران دنیا بھر کی باتیں نمٹانا وغیرہ وغیرہ تاہم اگر چند آدمی مل کر ختم کریں تو حدیث کی ممانعت کے تحت داخل نہیں کیونکہ حدیث میں ایک آدمی تین دن سے پہلے ختم کرنے کو منع فرمایا ہے نہ کہ چند آدمیوں کے ختم کرنے کو۔ اور آپ نے جو "خالق دینا ہال" میں جو تراویح کا حوالہ دیا ہے یہ بھی صحیح نہیں تراویح میں ایک رات میں جو قرآن کریم ختم کیا جاتا ہے وہ اتنی تیزی سی پڑھا جاتا ہے کہ الفاظ صحیح طور پر سمجھ میں نہیں آتے اس طرح پڑھنا مکروہ وممنوع ہے۔

شبینہ قرآن جائز ہے یا ناجائز:

س… ہمارے قرب وجوار میں چند حفاظ نے جمع ہو کر یہ پروگرام بنایا ہے کہ وہ ہر ماہ میں ایک شب شبینہ کرتے ہیں اور اس کی وجہ یہ بتاتے ہیں کہ سال بھر میں قرآن پاک سے تعلق رکھنے کے لئے وہ ایسا کرتے ہیں تاکہ قرآن منضبط بھی رہ سکے اور محبت بھی برقرار رہ سکے اس میں کچھ غیر حافظ لوگ بھی ذوق و شوق سے شرکت کرتے ہیں واضح رہے کہ ان کے لئے کوئی چندہ نہیں کیا جاتا نہ ہی حافظ کچھ لیتے ہیں اور نہ ہی کسی کو زبردستی قرآن سننے پر مجبور کیا جاتا ہے اعلان یہی ہوتا ہے کہ جو صاحب چاہیں اور جس قدر چاہیں شبینہ قرآن میں شرکت کر سکتے ہیں ایسی محفل میں قرآن سنانے یا سننے کے لئے شرکت کرنا قرآن وسنت کی روشنی میں کیا حکم رکھتا ہے؟

ج… حضرات فقہاً نے تین سے زیادہ افراد کا جماعت کے ساتھ نوافل پڑھنا مکروہ لکھا ہے پس اگر امام تراویح پڑھائے تو یہ شبینہ صحیح ہے اور اگر امام نفل کی جماعت کراتا ہے تو یہ شبینہ جائز نہیں۔

۲۷ ویں رمضان کو شبینہ اور لائٹنگ کرنا کیسا ہے:

س… ۲۷ ویں شب کو شبینہ اور لائٹنگ کرنا کیسا ہے؟

ج… شبینہ جائز ہے بشرطیکہ مفاسد سے خالی ہو ورنہ صحیح نہیں، بے ضرورت روشنی کرنا کوئی مستحسن بات نہیں۔

اعتکاف کے دوران گفتگو کرنا:

س… اعتکاف کے دوران گفتگو کی جاسکتی یا نہیں؟ اگر کی جاسکتی ہے تو گفتگو کی نوعیت بتائیں؟

ج… اعتکاف میں دینی گفتگو کی جاسکتی ہے اور بقدر ضرورت دنیوی بھی۔

اعتکاف کے دوران مطالعہ کرنا:

س… دوران اعتکاف تلاوت کلام پاک کے علاوہ سیرت اور فقہ سے متعلق کتب کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے؟

ج… تمام دینی علوم کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

جلد ۱۷ | ۲۵ رمضان تا یکم شوال ۱۴۱۹ھ بمطابق ۱۵ تا ۲۱ جنوری ۹۹ | شمارہ ۳

بیاد

☆امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری
☆ قاضی احسان احمد شجاع آبادی
☆مولانا محمد علی جالندھری ☆مولانا لال حسین اختر
☆مولانا سید محمد یوسف بنوری
☆مولانا محمد حیات ☆مولانا مفتی احمد الرحمٰن
☆مولانا محمد شریف جالندھری

سرپرست: خواجہ خان محمد مدظلہ
مدیر اعلیٰ: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی
نائب مدیر اعلیٰ: مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری
مدیر: مولانا اللہ وسایا

مجلس ادارت
مولانا ڈاکٹر عبد الرزاق اسکندر
مولانا عبد الرحیم اشعر
مولانا مفتی محمد جمیل خان
مولانا نذیر احمد تونسوی
مولانا سعید احمد جلالپوری
مولانا منظور احمد الحسینی
مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی
مولانا محمد اشرف کھوکھر

سرکولیشن مینیجر: محمد انور رانا
قانونی مشیر: حشمت حبیب ایڈووکیٹ
ٹائٹل ڈیزائن: خرم
کمپیوٹر کمپوزنگ: فیصل عرفان

اس شمارے میں

ماہ رمضان المبارک اور احتساب...... کیا کھویا کیا پایا؟ (اداریہ)	4
مرزا غلام احمد قادیانی کا جھوٹ......دلائل کی روشنی میں (حضرت مولانا سید اسعد مدنی)	6
مرزا قادیانی...... مسیح موعود کے روپ میں! (انجم ہاشمی)	10
قادیانیوں سے کسی بھی قسم کا تعلق رکھنا حرام ہے...... (حضرت مولانا خالد گیلانی)	12
لیلۃ القدر......... عظیم رات رحمت کی برسات...... (مولانا نذیر احمد تونسوی)	14
اسلامی نظام عدل اور مغربی نظام کا تقابلی جائزہ...... (مولانا محمد مراد ہالیجوی)	17
روزہ کی برکات اور شب قدر.................. (مولانا عبد اللطیف مسعود)	21
شکوہ جواب شکوہ.................. (حافظ محمد زاہد حجازی)	24
اخبار ختم نبوت..................	26

زر تعاون بیرونی ممالک: امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۰ امریکی ڈالر یورپ افریقہ: ۷۰ امریکی ڈالر
سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۰ امریکی ڈالر
زر تعاون اندرون ملک: فی شمارہ: ۵ روپے
سالانہ: ۲۵۰ روپے ششماہی: ۱۳۰ روپے سہ ماہی: ۷۰ روپے
چیک، ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت، نیشنل بینک پرانی نمائش، اکاؤنٹ نمبر ۹-۲۸۷ کراچی (پاکستان) ارسال کریں

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ) ایم اے جناح روڈ کراچی
فون: ۷۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۷۷۸۰۳۴۰

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ ملتان
فون: ۵۱۴۱۲۲-۵۸۳۴۸۶ فیکس: ۵۴۲۲۷۷

لندن آفس: 35 STOCKWELL GREEN
LONDON. SW9. 9HZ. U.K.
PHONE: 0171- 737-8199.

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری طابع: سید شاہد حسن مطبع: القادر پرنٹنگ پریس مقام اشاعت: جامع مسجد باب رحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ماہ رمضان اور احتساب.................. کیا کھویا کیا پایا؟

رمضان المبارک اہل ایمان کی اصلاح و تربیت و تطہیر و تزکیہ اور تحصیل تقویٰ کا مکمل نصاب ہے۔ جو بارگاہ الٰہیہ سے ہمارے لئے تجویز فرمایا گیا' چنانچہ ارشاد خداوندی ہے:

"اے ایمان والو! فرض کیا گیا تم پر روزہ جیسے فرض کیا گیا تھا تم سے پہلے
لوگوں پر تاکہ تم پرہیزگار ہو جاؤ۔"

مگر یہ اصلاح و تربیت اور ریاضت و مجاہدہ اسی صورت میں مفید و مؤثر اور کارآمد ہو سکتا ہے جبکہ اس کے صحیح حقوق و فرائض کی پاسداری کی جائے اور احکام و ہدایت پر پورا پورا عمل کیا جائے۔

رمضان المبارک رحمت و مغفرت اور آگ سے خلاصی کی مبارک خوشخبریوں پر مشتمل ہے۔ اس میں سرکش شیطان باندھ دیئے جاتے ہیں' جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں' نیکی کرنے والوں کا "اے خیر کے متلاشی آگے بڑھ" کہہ کر استقبال کیا جاتا ہے اور گناہ گاروں کو "اے شر کے متلاشی رک جا" کے اعلان سے انہیں گناہ آلود زندگی سے تائب ہونے کی ترغیب دی جاتی ہے۔ جس آدمی نے اس بابرکت مہینہ کی قدر کی' مغفرت اس کا استقبال کرتی ہے اور جس نے اس کی ناقدری کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آمین کہہ کر اس کی ہلاکت و بربادی پر مہر تصدیق ثبت فرمائی۔ اس میں حسنات کا ثواب بڑھا دیا جاتا ہے۔ نوافل فرائض کے برابر اور فرائض ستر گنا کر دیئے جاتے ہیں۔ الغرض کہ اس کا ایک ایک لمحہ اس قابل ہے کہ اسے حسنات کی شکل میں محفوظ کر لیا جائے۔ اس کے ایک لمحہ کی عبادت غیر رمضان کے سالوں سے زیادہ قیمتی ہے۔ اس کا ایک روزہ قضا ہو جائے تو ساری زندگی اس کا بدلہ نہیں ہو سکتا۔ اس ماہ کے روزہ دار کو دو خوشیاں دی جاتی ہیں ایک افطار کے وقت اور دوسری اللہ سے ملاقات کے وقت۔ روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے ہاں مشک سے زیادہ پسندیدہ اور محبوب ہے۔ یوں تو ہر عبادت اللہ کے لئے ہوتی ہے مگر روزہ کو اللہ تعالیٰ نے بطور خاص اپنے لئے تعبیر فرمایا اور فرمایا کہ اس کا بدلہ میں اپنے دست قدرت اور اپنی شان کے مطابق عطا کروں گا۔ اسی ماہ کی عید کے موقع پر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ عالی سے رمضان بھر کے روزہ داروں کی مغفرت کا اعلان عام ہوتا ہے اور روزہ دار عید سے فارغ ہوتے ہیں تو بخشے بخشائے گھر لوٹتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کی مغفرت پر اللہ تعالیٰ ملائکہ کو گواہ بناتے ہیں۔

الغرض رمضان المبارک' سلوک ربانی کا مہینہ تھا آیا اور چلا گیا ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم میں سے ہر ایک کو اجتماعی اور انفرادی طور پر اپنے اپنے گریبان میں جھانک کر اس بات کا جائزہ لینا چاہئے کہ ہم نے اس ماہ مبارک کے قیمتی لمحات سے کس قدر نفع اٹھایا ہے؟ اس میں کیا پایا اور کیا کھویا؟ کہیں ایسا تو نہیں کہ ہم نے اس کی ناقدری کر کے اپنی نالائقی اور بدبختی پر مہر نبوی ثبت کرالی ہو۔ خدانخواستہ اگر ایسا ہوا ہے تو اس کے تدارک کی کیا شکل ہو؟ رمضان المبارک ہماری اصلاح و فلاح کے لئے بارگاہ ایزدی سے بھیجے گئے تھے یقیناً وہ ہمارے لئے ایک مہمان کی حیثیت رکھتے تھے۔ کیا ہم نے اس فرستادہ خداوندی اور سرکاری مہمان کی قدر کی؟ کیا وہ ہم سے راضی ہو کر گئے؟ اگر نہیں تو اس کے راضی کرنے کی کیا شکل ہو گی؟ رمضان المبارک اور قرآن کریم دو ایسے سفارشی ہیں جن کی سفارش بارگاہ عالی میں قبول کی جائے گی۔ اللہ کی بارگاہ میں جس کے حق میں

سفارش کریں گے قبول ہوگی'اگر خدانخواستہ کسی کے خلاف بارگاہ الٰہی میں استغاثہ کریں تو اس کی ہلاکت میں کوئی شبہ ہو سکتا ہے ؟ ہم میں سے ہر ایک کو خود احتسابی جذبہ کے تحت اس کا بغور جائزہ لینا چاہئے کہ رمضان بھر میں ہم سے کوئی ایسی کوتاہی تو نہیں ہوئی جس سے رمضان المبارک اور قرآن کریم ہم سے روٹھ گئے ہوں۔ اگر خدانخواستہ ایسی کسی نالائقی کا شائبہ بھی ہو تو ہمیں فوراً صمیم قلب سے اس پر توبہ کرنا چاہئے اور بارگاہ عالی میں آئندہ ایسانہ کرنے کا وعدہ کرنا چاہئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ :

"جب رات آتی ہے تو لوگوں کی تین قسمیں ہوتی ہیں بعض وہ ہوتے ہیں جو شب بیدار اور تہجد گزاری کے ذریعہ رات سے خوب نفع اٹھاتے ہیں یہاں تک کہ اپنی بخشش اور مغفرت کا فیصلہ کرا لیتے ہیں اور بعض وہ ہوتے ہیں کہ رات کی تاریکی ان کے لئے ہلاکت کا باعث ہوتی ہے کہ وہ اس تاریکی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے زنا چوری وغیرہ گناہ کرتے ہیں اور ایک طبقہ ایسا ہوتا ہے جو رات سے نفع اٹھاتے ہیں اور نہ نقصان رات آئی اور گہری نیند سو گئے یہاں تک کہ صبح ہو گئی۔"

اس حدیث پاک کی روشنی میں بھی ہمیں اپنی زندگی خصوصاً رمضان المبارک کے لمحات کا جائزہ لینا چاہئے کہ اس سے ہم نے کس درجہ کا فائدہ اٹھایا ہے ؟اٹھایا بھی ہے یا سوتے رہے ؟اگر اب بھی غفلت اور خدا فراموشی سے باز نہ آئے تو کیا صبح قیامت کو اس سے باز آئیں گے ؟لیکن اس دن کا افسوس اور ندامت ذرہ برابر نفع نہیں دے گے۔ رمضان المبارک بلاشبہ ایک عالی شان تحفہ تھا'بالفرض ہم اس کی قدروقیمت نہیں پہچان سکے تو اب بھی اس کا تدارک ممکن ہے کہ آئندہ کی چند روزہ زندگی کو صحیح خطوط اور شرعی اصولوں پر گزارنے کا تہیہ کر لیں۔ توانشاءاللہ اب بھی وقت ہے کہ ماضی کی تلافی ہو جائے گی۔ "صبح کا بھولا شام کو گھر آجائے تو اسے بھولا ہوا نہیں کہتے "ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم "تمام بنی آدم خطاکار ہیں مگر بہترین خطاکار وہ ہے جو گناہ کے بعد توبہ کرلے" کے مصداق ہمیں اپنی سابقہ خطاؤں پر توبہ وندامت کے آنسوں بہاکر بارگاہ الٰہی سے بہترین خطاکار کا اعزاز حاصل کر لینا چاہئے۔

مولانا عبدالکریم قریشی (پیر شریف) رحلت فرماگئے

سندھ کے معروف بزرگ مذہبی پیشوا اور جمیعت علماً اسلام کے سرپرست حضرت مولانا عبدالکریم قریشی (پیر شریف) گزشتہ دنوں رحلت فرماگئے ہیں اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مولانا نے اپنی تمام زندگی دین اسلام کے لئے وقف کررکھی تھی۔ مولانا مرحوم نے ختم نبوت کے محاذ پر منکرین ختم نبوت کے خلاف بیش بہا خدمات سرانجام دیں۔ انہوں نے جمیعت علماً اسلام کے سرپرست کی حیثیت سے پاکستان بھر میں جمیعت علماً اسلام کی سرپرستی کی اور جمیعت کے سیاسی کاموں میں اس کی رہنمائی کا فریضہ سرانجام دیا۔ مولانا ایک عرصہ سے بیمار تھے ان کی موت سے عالم اسلام ایک عظیم شخصیت اور مایہ ناز اسکالر سے محروم ہو گیا۔ مولانا کی خدمات ختم نبوت اور جمیعت علماً اسلام کے لئے ناقابل فراموش خدمات ہیں۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ خواجہ خواجگان مولانا خان محمد مدظلہ 'نائب امیر مرکزیہ حکیم العصر مولانا محمد یوسف لدھیانوی' ناظم اعلیٰ مولانا عزیزالرحمٰن جالندھری 'مولانا اللہ وسایا' مولانا عبدالرحیم اشعر' مولانا بشیر احمد' مولانا محمد اکرم طوفانی' مولانا نذیر احمد تونسوی' مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی' مولانا خدا بخش' مولانا احمد میاں حمادی 'مفتی محمد جمیل خان اور مولانا محمد اشرف کھوکھر نے مولانا عبدالکریم قریشی مرحوم کے لئے تعزیت وبلندی درجات کی دعا کی۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔ (آمین)

○

حضرت مولانا سید اسعد مدنی مدظلہ

مرزا غلام احمد قادیانی کا جھوٹ

دلائل کی روشنی میں!

جب دین کے کسی بھی معاملہ میں ہمارا قادیانیوں سے اتحاد نہیں ہے اور قادیانیوں کے نزدیک ان کے علاوہ سب مسلمان کافر ہیں تو پھر ہمیں آخر کیوں مجبور کیا جاتا ہے کہ ہم زبردستی قادیانیوں کو مسلمان سمجھیں

آنحضرت ﷺ کا اسوۂ مبارکہ:

سامعین عظام! سید الاولین و آخرین سیدنا و مولانا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا شاندار اسوۂ مبارکہ ہمارے پیش نظر ہے۔ آپ نے اعلان نبوت سے پہلے اور بعد میں ایسی صاف ستھری زندگی اور کمال اخلاق کا مظاہرہ فرمایا کہ آپ کا بڑے سے بڑا دشمن بھی آپ کے ذاتی کردار اور صدق و امانت پر انگلی اٹھانے کی جرأت نہ کر سکا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب صفا کی پہاڑی سے پہلی مرتبہ مکے والوں کو توحید کا پیغام سنایا تو اس سے پہلے اپنی تصدیق بھی کرائی اور جب سب نے یک آواز کہہ دیا کہ ماجربنا علیک الاصدقاً (بخاری شریف ۷۰۲) یعنی ہمارے تجربہ میں آپ ہمیشہ سچ ہی ثابت ہوئے۔ تو آپ نے انہیں توحید و رسالت کا اعلان فرمایا۔ اب ہمیں مرزا غلام احمد قادیانی کے بلند بانگ دعاوی کا بھی اس تناظر میں جائزہ لینا چاہئے کہ جب مرزا قادیانی نعوذباللہ خود کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ظل اور بروز کہتا ہے۔ اور اپنی بعثت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی بعثت ثانیہ قرار دیتا ہے۔ (خطبہ الہامیہ خزائن ۱۶/۲۷۰) تو یہ بحث تو بعد میں کی جائے گی کہ ظلی و بروزی نبی ہو سکتا ہے یا نہیں؟ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ موجود ہیں یا نہیں؟ اور امام مہدی ظاہر ہو چکے ہیں یا نہیں؟ پہلے یہ دیکھا جائے گا کہ اس طرح کا دعویٰ کرنے والا سچا بھی ہے یا نہیں؟ اگر سچا ثابت ہو جائے تو بحث آگے بڑھ سکتی ہے اور اگر جھوٹ ثابت ہو تو اگلی بحث بیکار ہے۔ کیونکہ جھوٹ کے ساتھ نبوت و ولایت کا کوئی درجہ بھی جمع نہیں ہو سکتا۔ خود مرزا قادیانی نے ایک جگہ لکھا ہے:

> "ظاہر ہے کہ جب ایک بات میں کوئی جھوٹا ثابت ہو جائے تو پھر دوسری باتوں میں بھی اس پر اعتماد نہیں رہتا۔"
> (چشمہ معرفت روحانی خزائن ۲۳۱/۲۳)

> "جھوٹ بولنے سے بدتر دنیا میں اور کوئی گناہ نہیں۔"
> (تحفہ حقیقۃ الوحی خزائن ص ۵۹ ج ۲۲)

ایک جگہ اور وضاحت کرتا ہے:

> "ایسا آدمی جو ہر روز خدا پر جھوٹ بولتا ہے اور آپ ہی ایک بات تراشتا ہے اور پھر کہتا ہے کہ یہ خدا کی وحی ہے جو مجھ کو ہوئی ہے' ایسا بدذات انسان تو کتوں اور سؤروں سے بدتر ہے۔"
> (ضمیمہ براہین احمدیہ پنجم روحانی خزائن ۲۹۲/۲۱)

مرزا قادیانی کے جھوٹ:

حضرات گرامی! اسی اصل نکتہ کو سامنے رکھ کر جب ہم قادیانی لٹریچر کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہماری حیرت کی انتہا نہیں رہتی کہ مرزا قادیانی جو بظاہر جھوٹ بولنے کو دنیا کی بدترین برائی سمجھتا ہے خود اس برائی سے اس کی تحریرات بھرپور ہیں۔ میں بطور نمونہ صرف تین تحریریں پیش کرتا ہوں' جن سے آپ خوبی مرزا قادیانی کے جھوٹے ہونے کا اندازہ لگا سکیں گے۔

(۱)...... مرزا نے لکھا ہے:

> "تاریخ دان لوگ جانتے ہیں کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے گھر میں گیارہ لڑکے پیدا ہوئے تھے اور وہ سب کے سب فوت ہو گئے تھے۔" (چشمہ معرفت ۲۸۶ روحانی خزائن ۲۳/۲۹۹)

یہ بالکل کھلا ہوا جھوٹ ہے اور مرزا کی من گھڑت بات ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گیارہ صاحبزادے آج تک کسی ایک بھی مورخ نے ثابت نہیں کئے' بلکہ معتبر قول میں آپ کے صرف تین صاحبزادے قاسم' عبداللہ (جن کا نام طیب اور طاہر بھی تھا) اور ابراہیم ثابت ہیں۔ اور غیر معتبر اقوال زیادہ سے زیادہ سات تک ملتے ہیں' اس سے زیادہ نہیں۔ (سیرۃ المصطفیٰ)

(۲)......مرزا کہتا ہے:

"تین شہروں کا نام اعزاز کے ساتھ قرآن شریف میں درج کیا گیا ہے مکہ' مدینہ اور قادیان۔"

(ازالہ اوہام' روحانی خزائن ۳/ ۱۴۰ حاشیہ)

یہ بھی سفید جھوٹ ہے' قرآن پاک میں کہیں بھی قادیان کا نام نہیں آیا۔

(۳)......مرزا قادیانی نے ایک جگہ لکھا ہے:

"وقد سبونی کل سب فماردت فماردت علیہم جوابہم (ان علماً نے مجھے ہر طرح کی گالیاں دیں' مگر میں نے ان کو جواب نہیں دیا)۔"

(مواہب الرحمٰن' روحانی خزائن ۱۹/ ۲۳۶)

ایک طرف تو یہ دعویٰ کہ میں نے کسی گالی دینے والے کو جواب نہیں دیا' دوسری طرف مرزا کی کتابیں اپنے مخالفین کو مغلظات قسم کی گالیاں دینے سے بھری پڑی ہیں' یہ گالیاں ایسی اور رکیک ہیں کہ شریف آدمی انہیں زبان پر لانا بھی گوارا نہیں کر سکتا۔

مرزا کی گالیاں:

مثلاً ایک جگہ اپنے دشمنوں کو اور ان کی بیویوں کو اس طرح کوستا ہے:

ترجمہ: "ہمارے دشمن جنگلوں کے خنزیر ہو گئے اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ گئیں۔" (نجم الہدیٰ' روحانی خزائن ۱۴/ ۵۳)

مشہور عالم مولانا عبدالحق غزنویؒ پر اس طرح گالیوں کے پھول برستے ہیں:

"مگر تم نے حق کو چھپانے کے لئے جھوٹ کا گوہ کھایا...... پس اے بدذات' خبیث' دشمن اللہ و رسول کے۔" (ضمیمہ انجام آتھم' خزائن ۱۱/ ۳۳۴)

مولانا سعد اللہ صاحب کو تو مرزا نے ایسی کھل کے گالیاں دی ہیں کہ گالیوں کے موجد کی روح بھی شاید شرما گئی ہو گی۔ ملاحظہ فرمائیں' مرزا کہتا ہے:

ترجمہ: "اور کمینوں میں سے ایک حقیر فاسق مرد کو دیکھتا ہوں جو شیطان ملعون ہے وقوفوں کا نطفہ ہے۔"

خبیث مفسد و مزور...... نحش یسمی بالسعد فی الجہلا

ترجمہ: "بدگو ہے' خبیث' فتنہ پرداز اور ملمع ساز ہے' منحوس ہے جس کا نام جاہلوں نے سعد اللہ رکھا ہے۔" (تتمہ حقیقۃ الوحی ۲۲/ ۴۴۵)

یہ تو صرف چند نمونے ہیں ورنہ ایسی بدزبانیاں مرزا قادیانی کی تحریروں میں جابجا نظر آتی ہیں اور اس کی ہر بدزبانی اس کے اس دعوے کو جھوٹا قرار دیتی ہے کہ اس نے اپنے مخالفوں کو جواب نہیں دیا۔

جھوٹی پیشن گوئیاں:

قارئین کرام! پھر کسی مدعی نبوت کی سچائی جاننے کے لئے ایک بڑا معیار اس کی پیشن گوئیاں ہوتی ہیں کہ وہ درست نکلیں یا نہیں۔ چنانچہ مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ:

"بد خیال لوگوں کو واضح ہو کہ ہمارا صدق و کذب جانچنے کے لئے ہماری پیشن گوئی سے بڑھ کر اور کوئی محک امتحان (معیار آزمائش) نہیں ہو سکتا۔"

(آئینہ کمالات اسلام' روحانی خزائن ۵/ ۲۸۸)

اور ایک جگہ کہتا ہے:

"کسی انسان کا اپنی پیشن گوئی میں جھوٹا نکلنا خود تمام رسوائیوں سے بڑھ کر رسوائی ہے۔"

(تریاق القلوب' خزائن ۱۵/ ۳۸۲)

اب ہمیں چاہئے کہ ہم دیگر کسی موضوع پر گفتگو کے بجائے خود مرزا قادیانی کے بتائے ہوئے معیار امتحان یعنی پیشن گوئیوں کے وقوع کی جانچ کر کے ہی مرزا قادیانی کے صدق و کذب کا فیصلہ کریں۔ چنانچہ جب ہم مرزا کی پیشن گوئیوں کا جائزہ لیتے ہیں تو یہ بات کھل کر سامنے آتی ہے کہ اس کی سبھی ادعائی پیشن گوئیاں وقوع سے محروم ہیں اور عجیب بات ہے کہ جس پیش گوئی پر زیادہ زور صرف کیا وہی پوری ہو کے نہ دی۔ مثلاً نمونے ملاحظہ فرمائیں:

(۱) مرزا قادیانی نے اپنی موت کے متعلق پیشن گوئی کی کہ "ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں۔" (تذکرہ ۵۹۱)

حالانکہ موت تو کجا کبھی مرزا کو ان مقامات مقدسہ کی زیارت بھی نہ ہو سکی اور اس کی موت کا واقعہ لاہور میں پیش آیا۔

(۲) ایک نوجوان لڑکی محمدی بیگم سے نکاح کی پیشن گوئی کی اور جب اس کے والد نے لڑکی کا نکاح دوسرے شخص سے کر دیا تو مرزا قادیانی نے بڑے زور و شور سے اشتہارات شائع کرائے کہ نکاح سے ڈھائی سال کے اندر اندر اس لڑکی کا باپ اور شوہر مر جائے گا اور یہ کہ وہ لڑکی ضرور میرے نکاح میں آئے گی اور جوش میں یہ کہا:

"من ایں را برائے صدق و کذب خود معیاری گردانم۔" (انجام آتھم ۲۲۲)

ترجمہ: "میں اس پیشن گوئی کو اپنے صدق و کذب کے لئے معیار قرار دیتا ہوں۔"

مگر خدا کا کرنا کہ مرزا قادیانی دنیا سے محمدی بیگم سے

نکاح کی حسرت لئے چلا گیا مگر یہ پیش گوئی پوری نہ ہو سکی اور وہ خود اپنے معیار کے مطابق کاذب قرار پایا۔ اور محمدی بیگم کا شوہر ڈھائی سال میں تو کیا مرتا' مرزا قادیانی کے مرنے کے بھی چالیس سال بعد تک زندہ رہا اور ۱۹۴۸ء میں وفات پائی۔

(۳) مشہور اہلحدیث اور مناظر اسلام حضرت مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ سے خطاب کرتے ہوئے "آخری فیصلہ" کے عنوان سے مرزا نے پیش گوئی کی تھی:

"اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے ہر پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی ہی میں ہلاک ہو جاؤں گا۔"

(مجموعہ اشتہارات ۳/۵۷۹)

اللہ کی قدرت کہ مرزا کے اس اعلان کے ٹھیک ایک سال' ایک ماہ' ۱۱ دن بعد مرزا قادیانی مرض ہیضہ وفات پاکر بقلم خود اپنے کذاب و مفتری ہونے کی سند دے گیا۔ اور حضرت مولانا ثناءاللہ امرتسریؒ اس کے بعد چالیس سال تک باحیات رہ کر مرزائیوں کو ناکوں چنے چبواتے رہے۔

حضرات گرامی! مجھے خاص طور پر یہ تفصیلات اس لئے بتانی پڑرہی ہیں کہ عموماً قادیانی مبلغین ہمارے سادہ لوح بھائیوں کے پاس آکر ختم نبوت کے معنی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری کے عقیدہ کے متعلق فضول قسم کی باتیں اور رکیک تاویلات پیش کرنی شروع کر دیتے ہیں جس سے سننے والا شک اور شبہ میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ ایسے موقع پر ہمارے لئے قابل غور بات صرف یہ ہونی چاہئے کہ جس شخص کو نبی یا مسیح یا مہدی بتایا جارہا ہے آیا وہ خود اس قابل بھی ہے یا نہیں کہ اس کو ایسے عظیم منصب پر فائز مانا جائے۔ اس کے بغیر سب بحثیں بے معنی ہیں اور علماء اسلام نے مرزا قادیانی کی تحریرات اور دعاوی کا مطالعہ کر کے مرزا قادیانی کے جھوٹ کو اتنا آشکارا کر دیا کہ اب اس میں کسی قسم کے شک اور شبہ کی گنجائش باقی نہیں رہ گئی ہے' بلکہ خود مرزا کی اپنی تحریرات سے ان کا کاذب اور مفتری ہونا واضح ہے۔

انگریزی نبوت:

حضرات گرامی! قادیانی جماعت کی تاریخ پڑھنے سے یہ بات بھی کھل کر سامنے آتی ہے کہ اس کی مکمل ساخت اور پرداخت انگریزی حکومت کے زیر سایہ ہوئی اور حکومت برطانیہ نے ملت اسلامیہ کے اتحاد کو پارہ پارہ کرنے اور تحریکات جہاد کو سبوتاژ کرنے کے لئے مرزا قادیانی کی صورت میں جھوٹے مدعی نبوت کو کھڑا کیا تھا۔ چنانچہ فریضہ جہاد کو منسوخ کر کے مرزا نے باحسن وجوہ برطانوی مفادات کی تکمیل کی اور اپنی تحریرات میں جابجا انگریز سے مکمل وفاداری کا اقرار کیا۔ بعض تحریرات ملاحظہ ہوں۔

الف: مرزا قادیانی اپنے ایک اشتہار میں لکھتا ہے:

"میں اپنے کام کو نہ مکہ میں اچھی طرح چلا سکتا ہوں' نہ مدینہ میں' نہ روم میں' نہ شام میں' نہ ایران میں' نہ کابل میں' مگر اس گورنمنٹ (انگریزی) میں جس کے اقبال کے لئے دعا کرتا ہوں۔" (تبلیغ رسالت ۸/۶۹)

ب: ایک جگہ لکھتا ہے:

"میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید و حمایت میں گزرا ہے اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہار شائع کئے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ہو سکتی ہیں۔"

(تریاق القلوب ۲۵)

"میں نے بیسیوں کتابیں عربی' فارسی اور اردو میں اس غرض سے تالیف کی ہیں کہ گورنمنٹ محسنہ (برطانیہ) سے ہرگز جہاد درست نہیں' بلکہ سچے دل سے اطاعت کرنا ہر ایک مسلمان کا فرض ہے۔" (تبلیغ رسالت ۶/۶۵)

اس طرح کی بے شمار عبارتیں قادیانی لٹریچر میں موجود ہیں اور آج تک قادیانی جماعت دنیا میں انہیں اسلام دشمن طاقتوں کے سہارے پروان چڑھ رہی ہے۔

بنیادی اختلاف:

حضرات گرامی! میں یہاں اس غلط فہمی کا ازالہ بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ ہمارا اور قادیانیوں کا اختلاف محض جزوی اور فروعی نہیں ہے جیسا کہ قادیانی لوگ عوام کو جاکر سمجھاتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں کا قادیانیوں سے اصولی اور بنیادی اختلاف ہے۔ قادیانیت اسلام کے متوازی ایک الگ دین ہے اس کو دیگر فروعی اختلاف رکھنے والے فرقوں کے درجہ میں ہرگز نہیں رکھا جاسکتا اور یہ بات خود مرزا قادیانی اور اس کے خلفا کی تحریروں سے واضح ہے۔ مرزا بشیر الدین محمود اپنے والد مرزا غلام احمد قادیانی کی یہ فیصلہ کن وضاحت نقل کرتا ہے:

"آپ (مرزا صاحب) نے فرمایا کہ یہ غلط ہے کہ دوسرے لوگ سے ہمارا اختلاف صرف وفات مسیح یا چند مسائل میں ہے۔ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی

ذات' رسول کریم' قرآن' نماز' روزہ' حج' زکوۃ غرض کہ آپ نے تفصیل سے بتلایا کہ ایک ایک چیز میں ہمیں ان سے اختلاف ہے۔"

(الفضل قادیان ۳۰ جولائی ۱۹۳۱ء
حوالہ قادیانی مذہب ص ۵۵۲ جدید ایڈیشن)

اسی اختلاف کو سامنے رکھ کر مرزا قادیانی نے اپنے نہ ماننے والے تمام مسلمانوں کو کافر اور جہنمی کہا ہے۔(اشتہار معیار الاخبار ص ۸)

اور مرزا محمود احمد خلیفہ دوم کہتا ہے:

"ہمارا یہ فرض ہے کہ غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں۔"

(انوار خلافت ص ۹۰)

اب غور کرنے کی بات صرف یہ ہے کہ جب دین کے کسی بھی معاملہ میں ہمارا قادیانیوں سے اتحاد نہیں ہے اور قادیانیوں کے نزدیک ان کے علاوہ سب مسلمان کافر ہیں تو آخر پھر ہمیں کیوں مجبور کیا جاتا ہے کہ ہم زبردستی قادیانیوں کو مسلمان سمجھیں' ہماری اور قادیانیوں کی راہیں بالکل الگ الگ ہیں۔ ان کا خود ساختہ دین' خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین سے بالکل مطابقت نہیں رکھتا۔ اس لئے انہیں اپنے آپ کو مسلمان یا شریعت محمدی کا تابعدار کہنے کا کوئی حق نہیں پہنچتا۔ قادیانیوں سے ہمارا مطالبہ صرف یہ ہے کہ وہ اسلام کا نام لینا چھوڑ دیں۔ یا پھر باقاعدہ اسلام کے تمام عقائد کو تسلیم کر کے تجدید ایمان کر لیں اور مرزا قادیانی کو کافر مان لیں۔

ہندوستان میں تعاقب کی ضرورت:

حضرات گرامی! گزشتہ ۱۲ سال سے یہ فتنہ ہندوستان میں بھی تیزی سے پھیل رہا ہے اور تمام تر مادی وسائل کے ذریعہ اس ارتدادی تحریک کی سرگرمیاں بالخصوص جہالت زدہ علاقوں میں جاری ہیں۔ الحمدللہ کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند بھی اپنے محدود وسائل کے مطابق کام کر رہی ہے اور بفضلہ تعالیٰ اس کی محنتوں سے رائے عامہ بیدار ہو رہی ہے اور عوام و خواص کو مسئلہ کی نوعیت سمجھنے کا موقع فراہم ہوا ہے۔ خدا کرے کہ یہ کوششیں مزید بار آور ہوں۔ ہمارے مسلمان بھائی ہر طرح کے باطل فتنوں سے محفوظ رہیں اور اللہ تعالیٰ ہمارے دین و ایمان کی مکمل حفاظت فرمائیں۔

آخر میں طویل سمع خراشی پر معذرت کرتے ہوئے امید کرتا ہوں کہ یہ چند بکھری ہوئی باتیں اصولی طور پر موضوع کو سمجھنے میں معاون ہوں گی۔ (انشاءاللہ)

وآخر دعونا ان الحمدللہ رب العالمین

خیرکم من تعلم القرآن وعلمه (الحدیث)

"تم میں سے بہتر وہ شخص ہے جو خود قرآن پڑھے اور دوسروں کو پڑھائے۔"

اپیل مدرسہ بدر العلوم محمدیہ اپیل

اوستہ محمد ضلع جعفر آباد بلوچستان (ملحق وفاق المدارس عربیہ پاکستان)

مدرسہ ہذا ۱۹۷۰ء سے تاحال تشنگان علم کی پیاس بجھانے میں مصروف عمل ہے
حفظ' ناظرہ' عربی' فارسی تک تعلیم دی جاتی ہے۔ ۱۰۰ مقامی طلباً کے علاوہ ۷۰ طلباً مسافر زیر تعلیم ہیں۔
محنتی اور دیانتدار اساتذہ طالب علموں کی علمی پیاس بجھانے کے لئے ہمہ وقت مصروف ہیں
سالانہ خرچ ایک لاکھ بتیس ہزار روپے ہے
بلوچستان جیسے بے آب و گیاہ اور پسماندہ علاقہ میں اللہ رب العزت کے بھروسے اور مخیر حضرات کے تعاون سے
یہ مدرسہ قرآن و سنت کی تعلیم و ترویج میں مصروف ہے۔

لہذا مخیر حضرات سے بھرپور تعاون کی اپیل کی جاتی ہے

نوٹ: مدرسہ کی مسجد بھی زیر تعمیر ہے

الداعی الی الخیر: صوفی محمد عالم مہتمم مدرسہ بدر العلوم محمدیہ اوستہ محمد ضلع جعفر آباد بلوچستان رجسٹرڈ نمبر ۹۶۶

نعیم ہاشمی ساہیوال

مرزا قادیانی مسیح موعود کے روپ میں

قادیانیت برطانوی استعمار کی پروردہ ہے جو شب وروز اسلام اور ملت اسلامیہ کے خلاف برسرپیکار ہے
اے فرزندان توحید! اٹھو اور برطانوی سامراج کے اس خود کاشتہ پودے کو جڑ سے کاٹ پھینکو

انیسویں صدی عیسوی کے اوائل میں جب مغربی استعمار اسلامی ممالک کو اپنی گرفت میں لے چکا تھا یہ وہ دور تھا جب مرزا غلام احمد قادیانی نے ہندوستان میں اپنی تحریک کا آغاز کیا وہ زمانہ انگریزوں کے اقتدار کا تھا۔ انگریز مسلمانوں سے سب سے زیادہ اگر ناراض تھے تو صرف ایک ہی مسئلے پر تھے۔ وہ مسلمانوں کی نماز' روزہ' زکوٰۃ اور حج سے ناراض نہ تھے بلکہ ان کو اگر کسی بات کا دکھ اور ڈر تھا تو صرف اور صرف مسئلہ جہاد سے تھا۔ انگریزوں کی خواہش تھی کہ یہ جہاد کا مسئلہ مسلمانوں سے کسی طرح ختم ہو جائے۔ محمد ﷺ کے ان شیروں کو اگر غفلت کی نیند سلادیا جائے تو راعی اور رعایا کے درمیان مفاہمت کی راہ ہموار ہو جائے گی اور انگریزی اقتدار طول پکڑ جائے گا۔ تاریخ گواہ ہے کہ متحدہ ہندوستان میں آزادی کے لئے جتنی تحریکیں مسلمانوں نے چلائیں اتنی کسی اور قوم نے نہیں اٹھائیں کیونکہ انگریزوں نے حکومت اور اقتدار مسلمانوں سے ہی چھینا تھا اور مسلمانوں سے ہی انکو خوف تھا۔ اس لئے وہ اپنی ساری توانائیاں اس بات پر صرف کر رہے تھے کہ مسلمانوں سے جہاد کا یہ مسئلہ ختم ہو جائے۔ اس کے لئے انہوں نے مشورہ کیا کہ یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے؟! انہیں کافر بنانا تو بہت مشکل ہے اس لئے ایسا طریقہ اختیار کیا جائے کہ مسلمان مسلمان بھی کہلاتے رہیں اور جذبہ جہاد بھی سرد پڑ جائے۔ انگریزوں کو کسی نے بتلادیا کہ قرآن وسنت میں ایک پیش گوئی چلی آرہی ہے کہ قرب قیامت میں سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا اور روایت کے الفاظ میں یضع الحرب بھی ہے کہ ان کے ہاتھوں جنگوں کا خاتمہ ہوگا تو پھر جہاد کا مسئلہ ختم ہوگا۔ انگریزوں نے محسوس کیا کہ مسلمانوں میں جب تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل نہیں ہوتے اس وقت تک ہم بے خوف ہو کر حکومت کر سکتے ہیں' لیکن سوال یہ ہے کہ مسیح کا نزول تو ہمارے اختیار میں نہیں ہے اس کا کیا ہوگا؟ چنانچہ پہلے یہ فیصلہ ہوا کہ پہلے مسیح کو فوت شدہ قرار دو' اعلان کر دیا گیا کہ عیسیٰ فوت ہو چکے ہیں دوسرا مرحلہ یہ تھا کہ موجودہ زمانے کا ایک آدمی کھڑا ہو جائے اور یہ دعویٰ کرے کہ احادیث جس کی پیشگوئی کی گئی ہے وہ میں ہوں۔ کیونکہ اصل مسیح تو مر چکا ہے اور جو مر جائے وہ واپس نہیں آیا کرتا اس لئے لامحالہ جو بھی آئے گا اصل مسیح نہیں بلکہ اس کا مثل ہوگا۔ احادیث بھی اپنی جگہ درست ہیں' میں ہی اس کا مصداق ہوں اور مثیل مسیح کے طور پر آیا ہوں۔ چنانچہ انگریز کے خود کاشتہ پودے مرزا قادیانی جہنم مکانی نے فرنگی کی گود میں بیٹھ کر دعویٰ کیا کہ میں مسیح موعود ہوں۔ انگریزوں کی چال اور اس کی سنگینوں کے سائے تلے پروان چڑھنے والے قادیانی نے واضح کر دیا کہ سب سے پہلے اصل مسیح کو فوت شدہ قرار دو پھر اس کا مثیل بناؤ اور پھر اعلان کر دو کہ مسیح کا اعلان ہے کہ آج کے بعد جہاد کا دروازہ بند ہو چکا ہے چنانچہ قادیانی نے اعلان کر دیا کہ :۔

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستوں خیال
دین کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال
اب آگیا مسیح جو دین کا امام ہے
دین کی تمام جنگوں کا اب اختتام ہے
اب آسمان سے نور خدا کا نزول ہے
اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے

(مرزا غلام احمد قادیانی)

مرزا نے نہ صرف اشعار کے بلکہ کتابیں لکھیں اشتہارات شائع کئے' دینی جہاد کی ممانعت کا فتویٰ مسیح موعود کی طرف سے چونکہ جہاد کا مسئلہ ختم کرنے کا اگر کسی کو حق تھا تو صرف سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو تھا تو اس لحاظ سے مرزا مسیح موعود بنے۔ علت نمائی سامنے آئی اور انگریزوں کی مشکلات کا حل ہوا' ڈاکٹر علامہ اقبالؒ کے سامنے جب یہ صورتحال آئی تو تڑپ اٹھے اور کہا۔

وہ نبوت ہے مسلماں کے لئے برگ حشیش
جس نبوت میں نہیں قوت و شوکت کا پیام!

مرزا نے اپنی تصانیف میں سب سے زیادہ زور فریضہ جہاد کی تنسیخ پر دیا اس نے حکومت برطانیہ کو یقین دلایا کہ فرقہ احمدیہ دن رات کوشش کر رہا ہے کہ مسلمانوں کے خیالات سے جہاد جیسی بے ہودہ رسم کو مٹادے۔ اس طرح مرزائیت بلاد اسلامیہ کے لئے ایک ناسور بن گئی اور

مرزائی مار آستین بن گئے' مرزا کے مسیح موعود بننے کی غرض و غایت جہاد کو ختم کرنا تھا اس کے لئے ساری تحریرات اشتہارات اعلانات اور تگ و دو جاری رہی مگر۔

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

جہاد ہوا اور انگریزوں کو اقتدار چھوڑنا پڑا' مرزا بھی گیا اور اس کا ایمان بھی۔ انگریز پاکستان بننے کے بعد بھی اپنے اس خود کاشتہ پودے کا تحفظ اور نشوونما چاہتا تھا۔ اسی لئے انگریز گورنر پنجاب نے ربوہ میں ان کی چھاؤنی قائم کرائی۔ حکومت برطانیہ کے اصرار پر پاکستان کا پہلا وزیر خارجہ سر ظفر اللہ خان قادیانی مقرر کیا گیا۔ اس نے اپنے سات سالہ دور وزارت میں پاکستان کے بیرونی سفارت خانوں میں چن چن کر قادیانی بھیجے جو پاکستان کے خرچ پر قادیانی مشن کے لئے کام کرتے تھے۔ یہاں تک کہ اسلام دشمن اسرائیل کے اندر تل ابیب اور حیفہ میں قادیانی مراکز قائم ہو گئے' قادیانیت وہ باطل مذہب ہے جو اپنے ناپاک اغراض و مقاصد کی تکمیل کے لئے اسلام کا لبادہ اوڑھے ہوئے ہے۔

مسلمانو! اٹھو خواب غفلت سے اٹھو!

قادیانی کی جھوٹی نسل کا اژدھا ہماری نئی نسل کے ایمانوں کو نگلنے کے لئے بڑھا چلا آرہا ہے۔ عہد حاضر میں یہ انتہائی سنگین مسئلہ ہے کہ مسلمان قادیانیت سے آشنا نہیں۔ وہ نہیں جانتے کہ قادیانیوں کے عقائد کیا ہیں۔ انہیں یہ بھی نہیں معلوم کہ قادیانیوں کا کفر کس قسم کا ہے؟ یہ بھی ان کے علم میں نہیں کہ قادیانیوں اور عام کافر میں کیا فرق ہے؟

مسلمانو! زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں معلوم نہیں کارزیست کب لٹ جائے' پتہ نہیں یہ سفینہ حیات کب موت کے گہرے پانیوں میں غرق ہو جائے' کون جانتا ہے کہ کب عزرائیل کی آمد ہو اور ہمارا یہ گلشن ہستی اجڑ جائے اور ہمارے دلوں میں آباد آرزوؤں کے محل منہدم ہو جائیں۔

قادیانیت برطانوی استعمار کی پروردہ ہے اور اس کے زیر سایہ سرگرم عمل ہے اے فرزندان توحید! اگر قبر کی تاریک کوٹھڑی میں آقائے نامدار محمد ﷺ کی پہچان چاہتے ہو تو ختم نبوت کے مسئلہ پر ڈٹ جاؤ۔ اگر دین اسلام کی بقا چاہتے ہو تو یہ اور اس جیسے دیگر فتنوں کو ابھرنے سے پہلے ہی ختم کردو۔

آج ہم مسلمانوں پر یہ فریضہ عائد ہوتا

باقی صفحہ ۱۴ پر

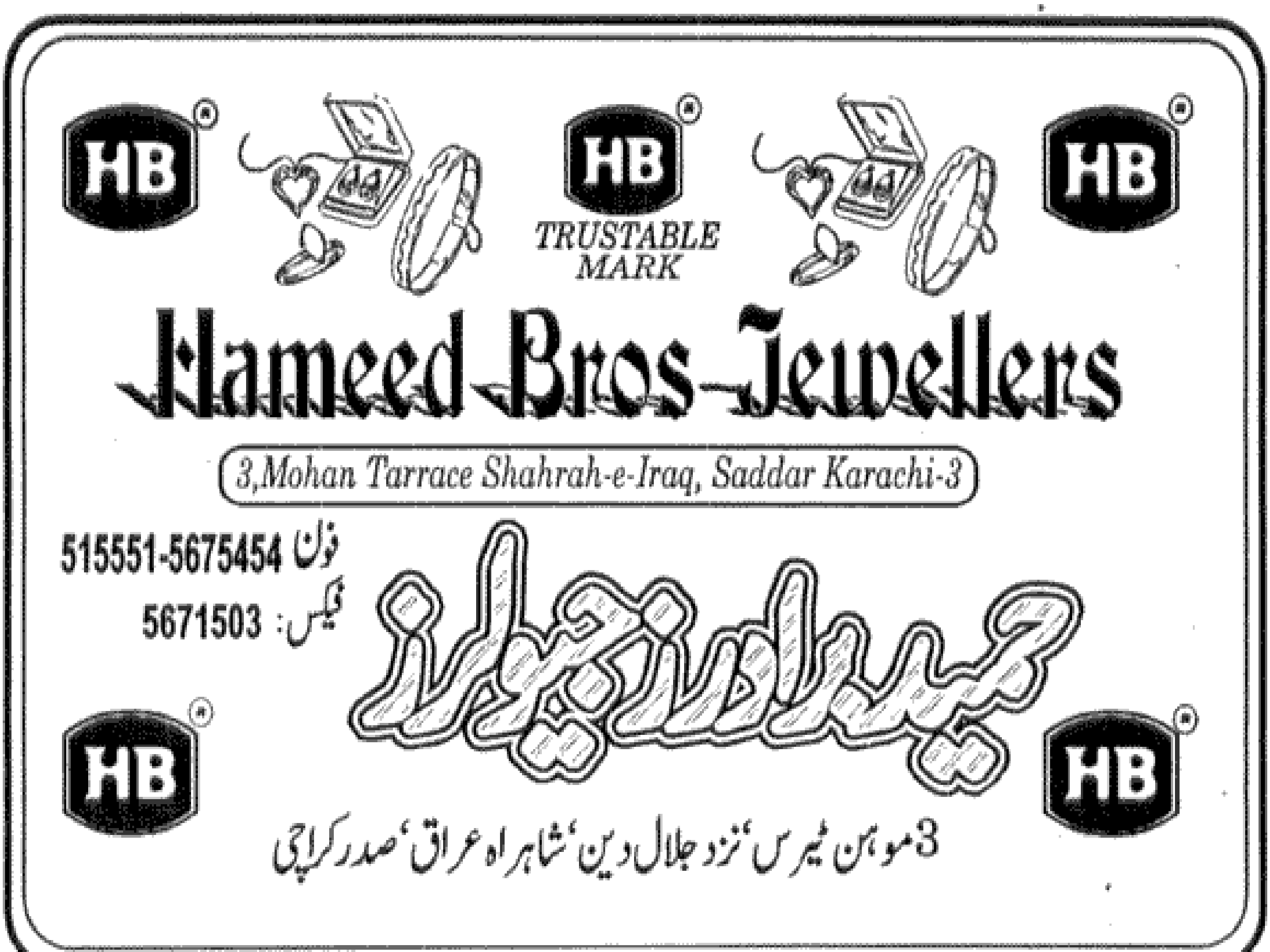

مولانا محمد خالد صاحب گیاوی

قادیانیوں سے کسی بھی قسم کا تعلق حرام ہے

کیا فرماتے ہیں علماکرام مسائل ذیل میں:

ہمارے پڑوس میں ایک دو قادیانی رہتے ہیں ہم میں سے کچھ لوگوں کی رشتہ داری بھی ہے وہ ہم لوگوں کے اہل قرابت اور پڑوسی بھی ہیں۔ ان کی پی سی او کی دکان ہے اکثر ہمیں وہاں جانے کی ضرورت بھی پڑتی رہتی ہے ادھر ادھر سے پیغامات بھی آتے ہیں اور کبھی ہمیں وہاں سے ٹیلیفون بھی کرنا پڑتا ہے وہ ہم سے سلام بھی کرتے ہیں مصافحہ کے لئے ہاتھ بھی بڑھاتے ہیں وغیرہ وغیرہ تو برائے کرم قرآن و سنت کی روشنی میں مع حوالہ مندرجہ ذیل مسائل کی طرف ہماری رہنمائی فرمائیں۔

(۱)......ان کے سلام کا جواب دیں یا نہیں؟

(۲)......مصافحہ کریں یا نہیں؟

(۳)......ہم خود ان سے سلام کریں یا نہیں؟

(۴)......ان کے پی سی او پر کہیں سے پیغام آتا ہے تو اسے لینے جائیں یا نہیں؟

(۵)......ان کے یہاں کوئی مر جائے تو ہم نماز جنازہ میں شریک ہوں یا نہیں؟

(۶)......اگر وہ ہمارے یہاں نماز جنازہ میں آئیں تو ہم شریک ہونے دیں یا نہیں؟

(۷)......وہ اپنی شادی بیاہ منگنی وغیرہ میں ہم لوگوں کو مدعو کرتے ہیں ہم لوگ جائیں یا نہیں؟

(۸)......ہم اپنے بچوں کی شادی بیاہ و دیگر معاشرتی تقریب میں ان کو بلائیں یا نہیں؟؟؟؟

محمد صداقت' محمد اصغر' نصرت علی خان' سلیم احمد

نشاط روڈ ابراہیم آباد پیر والی گلی سہارنپور

جواب سے قبل چند ضروری باتیں درج کی جاتی ہیں تاکہ جواب کا سمجھنا آسان ہو جائے کہ دنیا میں کوئی ایسا نبی نہیں جس نے اجتہادی غلطی نہ کی ہو' دوسری جگہ لکھتا ہے:

"میرے آنے سے تمام نبی زندہ ہوئے' تمام نبی میرے کرتہ میں چھپے ہوئے ہیں۔"

(ترجمہ روحانی خزائن ص ۴۷۸/۱۸)

ایسے ہی لکھتا ہے:

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عیسائیوں کے ہاتھ کا پنیر کھا لیتے تھے' حالانکہ مشہور تھا کہ اس میں سور کی چربی پڑتی تھی۔"

(مکتوب مرزا الفضل قادیان ۲۲ فروری ۱۹۲۴ء)

اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین میں لکھتا ہے کہ:

"آپ کی تین دادیاں اور نانیاں زناکار اور کسبی عورتیں تھیں۔"

(خزائن ص ۲۱۱/۱۱)

"عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے۔"

(خزائن ص ۷۱/۱۹)

اسی طرح مرزا نے عقیدۂ ختم نبوت کا انکار کیا اور خود کو نبی اور رسول قرار دیا لکھتا ہے کہ:

"میں نبی ہوں اور رسول بھی۔"

(خزائن ص ۲۱۱/۱۸)

"خدا وہ خدا ہے جس نے اپنا رسول قادیان میں بھیجا۔"

(خزائن ص ۲۳۱/۱۸)

الغرض مرزا قادیانی اور مرزائیوں کے اس جیسے سینکڑوں کفریہ عقائد ان کی کتابوں میں بکھرے پڑے ہیں جو قرآن و حدیث' اجماع امت کے خلاف ہیں۔ اسی وجہ سے عالم اسلام کے تمام مفتیان و علما کا یہی فیصلہ ہے کہ یہ لوگ دائرہ اسلام سے خارج مرتد اور زندیق ہیں۔

آپ کے سوال کا جواب:

جب ان قادیانیوں کا کفر واضح ہو گیا تو اب ان سے سلام کرنا یا ان کا جواب دینا ناجائز اور حرام ہوگا۔ اس لئے کہ باری تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"ما کان للنبی والذین امنوا ان یستغفروا للمشرکین ولو کانوا اولی قربیٰ"

(توبہ آیت ۱۱۲)

ترجمہ: "لائق نہیں نبی کو اور مسلمانوں کو کہ وہ بخشش چاہیں مشرکوں کی اگرچہ وہ قرابت والے ہوں۔"

اور چونکہ سلام کرنا یا جواب دینا ایک طرح بخشش اور استغفار ہے لہذا یہ بھی ناجائز' اسی طرح قادیانیوں کے جنازہ میں شریک ہونا بھی ناجائز' اللہ تعالیٰ کا حکم ہے:

"ولا تصل علی احد منهم مات ابدا ولا تقم علی قبره ط انهم كفروا بالله ورسوله وما توا وهم فسقون۔" (توبہ آیت ۸۴)

ترجمہ: "نماز نہ پڑھ ان میں سے

کسی پر جو مر جائیں اور نہ کھڑا ہو ان کی قبر پر، وہ منکر ہوئے اللہ اور اس کے رسولؐ سے اور مر گئے نافرمان۔"

نیز اپنے جنازہ میں بھی قادیانیوں کو شریک کرنا جائز نہیں اس لئے کہ وہ وقت طلب رحمت کا ہوتا ہے اور کافر سے لعنت آتی ہے۔ اسی طرح ان سے مصافحہ کرنا، ان کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا، ان کی دکان پر جانا، پیغام لینا، یا ان کی کسی تقریب میں شرکت کرنا یا ان کو اپنے گھر بلانا، الغرض کسی قسم کا تعلق رکھنا حرام ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "لا تجدو قوما یومنون باللہ والیوم الآخر یوادون من حاداللہ ورسولہ ولو کانوا آباءھم اوابناءھم اواخوانھم او عشیرتھم۔" (مجادلہ آیت ۲۲)

ترجمہ: "جو لوگ اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہیں، آپ نہ دیکھیں گے کہ ایسے شخص سے دوستی رکھیں جو اللہ اور اس کے رسولؐ کے برخلاف ہیں گو وہ ان کے باپ، بیٹے، بھائی یا قرابت والے ہوں۔"

یہاں تو باری تعالیٰ اعلان کر رہا ہے کہ مومن کی شان ہی نہیں کہ وہ اللہ اور اس کے رسولؐ کے دشمنوں سے تعلق رکھے، تو پھر آپ کیوں کر ان قادیانیوں کو قرابت والا کہہ رہے ہیں۔

نوٹ: یہ بات یاد رہے کہ دوسرے غیر مسلم یہود و نصاریٰ، ہندوؤں کے احکام قادیانیوں سے الگ ہیں کہ وہ کھلے طور پر کافر ہیں اور قادیانی کفر کو اسلام کے نام پر پیش کرتے ہیں لہٰذا زندیق ہیں اور زندیق کا حکم کافر و مرتد سے سخت ہے، اس لئے ان سے تجارت وغیرہ سب ناجائز اور حرام ہیں، ان کا ہر اعتبار سے بائیکاٹ کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

O

بقیہ: مسیح موعود کا روپ

ہے کہ قادیانیوں کے فریب اور چالوں سے لوگوں کو آگاہ کریں انگریزی، اردو، عربی اور علاقائی زبانوں میں اس مسئلے کو سمجھائیں اور بتائیں کہ مرزا مسیح موعود کیوں بنا تھا۔ قادیانیوں نے امت مسلمہ کے مفادات سے ہمیشہ غداری کی ہے اور استعمار اور صیہونیت سے مل کر اسلام دشمن طاقتوں سے تعاون کیا۔ قادیانی جس جہاد کو ختم کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہا تھا وہ جہاد الحمدللہ آج بھی جاری ہے۔ انگریزوں نے جس جہاد کے خوف سے مرزا قادیانی کو مسیح بنایا تھا وہ جہاد آج بھی کشمیر، فلسطین، افغانستان میں جاری ہے۔ جس طرح افغانستان میں اسلام نافذ ہو رہا ہے اسی طرح ایک دن جہاد کی برکت سے ساری دنیا پر اسلامی حکومت ہوگی۔ انشاء اللہ العزیز۔

جبار کارپٹس

ڈیلرز

☆ زینت کارپٹ ☆ مون لائٹ کارپٹ ☆ نیر کارپٹ

☆ ثمر کارپٹ ☆ وینس کارپٹ ☆ اولمپیا کارپٹ

مساجد کے لئے خاص رعایت

۴۔ این آر او نیو نزد حیدری پوسٹ آفس
بلاک جی برکات حیدری نارتھ ناظم آباد

Phone: 6646888-6647655
Fax: 092-21-5671503

مولانا نذیر احمد تونسوی

لیلۃ القدر عظیم رات، رحمت کی برسات

یوں تو رمضان المبارک کا پورا مہینہ ہی بڑی برکتوں اور فضیلتوں کا مہینہ ہے۔ لیکن اس مہینہ کی ایک سب سے بڑی فضیلت یہ بیان کی گئی ہے کہ اس ماہ میں ایک ایسی رات آتی ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہوتی ہے اور یہ رات شب قدر کی عظیم رات ہے' جسے لیلۃ القدر بھی کہا جاتا ہے اور یہ رات نزول قرآن کی رات ہے' چنانچہ اس رات کی برکت و فضیلت کو بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿انا انزلناہ فی لیلۃ القدر ...... الخ﴾

ترجمہ: "بے شک ہم نے قرآن مجید کو لیلۃ القدر میں نازل کیا۔"

قرآن نازل کرنے سے اس طرف اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر لکھنے والے فرشتوں کے پاس قرآن مجید بھیجا۔ قرآن مجید کا جتنا حصہ پورے سال میں حکم الٰہی جبرائیل امین علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے کر آتے ہیں اتنا حصہ پہلے ہی سے شب قدر میں آسمان دنیا پر نازل ہو جاتا تھا۔ یہاں تک کہ پورا قرآن شب قدر میں ماہ رمضان کے اندر لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر نازل کر دیا گیا۔

حضرت ابن عباسؓ وغیرہ نے آیت ہذا کی تفسیر میں فرمایا کہ اس سے مراد یہ ہے کہ "ہم نے یہ سورۃ اور پورا قرآن جبرائیل کی وساطت سے لکھنے والے فرشتوں کے پاس شب قدر میں اتارا اور اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر تھوڑا تھوڑا ۲۳ سال کی مدت میں مختلف ایام و واقعات اور مختلف مہینوں میں حسب ضرورت اترتا رہا۔"

لیلۃ القدر یعنی عظمت والی یا بقول بعض فیصلہ والی رات۔ لیلۃ القدر تعظیماً کہا گیا ہے یا اس لئے کہا گیا ہے کہ آئندہ سال تک ہونے والے تمام واقعات کو اللہ تعالیٰ اس رات میں مقدر کر دیتا ہے۔ یعنی مقرر کر دیتا آگے فرمایا وما ادراک ما لیلۃ القدر یعنی اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم اگر اللہ آپ کو شب قدر کی عظمت نہ بتاتا تو آپ کو کیسے معلوم ہوتی۔ علما کہتے ہیں کہ قرآن مجید میں جہاں وما ادراک آیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبرؐ کو اس چیز کی اطلاع دے دی ہے اور جہاں وما یدریک آیا ہے تو اللہ نے نہ اس کی اطلاع دی ہے نہ اس کا علم دیا ہے' جیسے وما یدریک لعل الساعۃ تکون قریبا چنانچہ قیامت کا دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر منکشف نہیں ہوا۔

لیلۃ القدر سے مراد ہے عظمت والی رات بعض علما فرماتے ہیں کہ یہ وہی رات ہے جس کے متعلق آیت:

"انا انزلناہ فی لیلۃ مبارکۃ انا کنا منذرین فیھا یفرق کل امر حکیم۔" نازل ہوئی ہے۔

ترجمہ: "ہم نے قرآن مجید برکت والی رات اتارا۔ ہم ہی ڈرانے والے ہیں۔"

اسی رات تمام پر حکمت فیصلے کیے جاتے ہیں۔ لیلۃ القدر خیر من الف شھر (یعنی شب قدر کا عمل ان ہزار مہینوں کے عمل سے بہتر ہے) جن میں شب قدر نہ ہو

روایات میں آتا ہے کہ صحابہ کرامؓ کو آیت خیر من الف شھر سے جتنی خوشی ہوئی' اتنی خوشی اور کسی چیز سے نہیں ہوئی۔

اس آیت کے شان نزول کا واقعہ یہ پیش آیا کہ ایک دن رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کے سامنے بنی اسرائیل کے چار ایسے نیک افراد کا ذکر فرمایا جنہوں نے اسی برس تک اللہ کی عبادت کی اور کبھی لمحہ بھر بھی نافرمانی نہیں کی' صحابہ کرامؓ کو یہ بات سن کر انتہائی تعجب ہوا' اتنے میں جبرائیل امین علیہ السلام یہ سورۃ لے کر نازل ہوئے اور فرمایا جس چیز پر آپؐ کو اور آپ کے اصحابؓ کو تعجب ہوا تھا یہ اس سے افضل ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ سن کر انتہائی خوش ہوئے اور اسی قسم کا ایک اور واقعہ نقل کیا جاتا ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک ایسا شخص گزرا جس نے ہزار مہینے تک اللہ کی رضا کی خاطر جہاد کیا اور کبھی ہتھیار نہیں کھولے جب اصحاب رسول کے سامنے اس کا تذکرہ ہوا تو ان کو بہت تعجب ہوا جس پر جبرائیل امین علیہ السلام یہ سورۃ لے کر نازل ہوئے۔

آگے ارشاد فرمایا تنزل الملائکۃ والروح فیھا باذن ربھم (یعنی شب قدر میں

فرشتے اور حضرت جبرائیل علیہ السلام اترتے ہیں' اپنے رب کے حکم سے)

من کل امر سلام (یعنی ہر امر سے یعنی ہر بھلائی کے ساتھ وہ رات سلامتی والی ہے) ھی حتی مطلع الفجر (یعنی یہ سلسلہ طلوع فجر تک رہتا ہے یعنی فجر نکلنے تک فرشتے امت محمدیہ کے لئے سلامتی کی دعائیں کرتے رہتے ہیں۔)

رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں اس بابرکت رات کو تلاش کیا جائے زیادہ باوثوق ستائیسویں شب ہے۔ امام مالکؒ کے نزدیک تعیین کے ساتھ کوئی رات باوثوق نہیں۔ امام شافعیؒ کے نزدیک اکیسویں شب زیادہ بھروسہ کی ہے' بعض نے انتیسویں شب کو قابل وثوق کہا اور ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کا بھی یہی مسلک تھا۔ حضرت ابوبردہ اسلمیؓ ستائیسویں شب کے قائل ہیں' حضرت ابوذرؓ اور حسن بصریؒ نے پچیسویں شب بتائی ہے' حضرت بلالؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا ہے کہ چوبیسویں رات لیلۃ القدر ہے۔ حضرت ابن عباس اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہما ۲۷ رات کے قائل ہیں۔

ویسے تو خدا ہی خوب واقف ہے' لیکن ستائیسویں شب کے ثبوت میں وہ حدیث بیان کی جاتی ہے جو امام احمدؒ نے اپنی اسناد سے بیان کی ہے کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا رمضان کے آخری عشرہ میں لوگ اپنے خواب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیان کرتے تھے' اس پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تم لوگوں کے خواب ستائیسویں شب کے متعلق متواتر ہیں' اس لئے جو شخص شب قدر کی جستجو کرے وہ ستائیسویں رات کو کرے یہ بھی مروی ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے حضرت عمر فاروقؓ سے فرمایا کہ میں نے طاق عددوں پر غور کیا تو سات سے زیادہ لائق اعتماد کسی دوسرے طاق عدد کو نہیں پایا پھر فرمایا آسمان سات ہیں' زمین سات ہیں' راتیں سات ہیں' افلاک سات ہیں' سمندر سات ہیں' صفا اور مروہ کے درمیان چکر سات ہیں' طواف کعبہ کے چکر سات ہیں' انسان کی بنیادی تخلیق کے اعضا سات ہیں' اس کے چہرے میں سوراخ سات ہیں' قرآن پاک میں "حم" سے شروع ہونے والے سورتیں سات ہیں۔ سورت فاتحہ کی آیات سات ہیں' قرآن پڑھنے کے لہجے سات ہیں' سجدہ سات اعضا سے ہوتا ہے' اصحاب کہف سات ہیں' جہنم کے دروازے سات ہیں' جہنم کے نام سات ہیں' جہنم کے درجے سات ہیں' حضرت یوسف علیہ السلام جیل خانہ میں سات برس رہے' بادشاہ نے خواب میں جو گائیں دیکھی تھیں وہ سات تھیں' قحط کے سات برس تھے اور ارزانی کے بھی سات سال تھے' جب حج سے فارغ ہو کر لوٹو تو سات روزے رکھو" وسبعۃ اذا رجعتم" نسبی عورتیں بھی سات حرام ہیں اور سسرالی عورتیں بھی سات ہیں' حضرت ایوب علیہ السلام سات سال تک تکلیف میں رہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی سات سال تک تکلیف میں رہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں سات طرح کے آدمی شہید ہیں:

(۱) راہ خدا میں جہاد کرتے ہوئے مرنے والا'
(۲) طاعون سے مرنے والا'
(۳) سل سے مرنے والا'
(۴) ڈوبنے والا'
(۵) جل کر مرنے والا'
(۶) پیٹ کی بیماری سے مرنے والا اور
(۷) بوضع حمل سے مرنے والی عورت۔

سورۃ قدر کے شروع سے لفظ سلام تک حروف کی تعداد ستائیس ہے علامت ہو گیا کہ اکثر چیزیں سات ہیں تو اللہ تعالیٰ نے سلام ھی حتی مطلع الفجر فرما کر اپنے بندوں کو آگاہ کیا کہ شب قدر ستائیسویں رات ہے' اس سے ہم جان گئے کہ شب قدر ستائیس تاریخ کو ہوتی ہے۔ (واللہ اعلم)

اب رہا یہ سوال کہ شب قدر قطعی تعیین کے ساتھ کیوں نہیں بتائی گئی تو علما لکھتے ہیں کہ اس میں یہ حکمت تھی کہ لوگ کہیں یہ خیال نہ کر بیٹھیں کہ ہزار مہینے سے افضل رات میں ہم نے عبادت کر لی ہے' اب ہمیں مزید عمل کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور اس طرح عمل چھوڑ کر کہیں برباد نہ ہو جائیں۔ شب قدر کے تعین کی اطلاع نہ دینے کی وجہ وہی ہے جو وقت موت کی اطلاع نہ دینے کی ہے تاکہ اپنی موت کا وقت جاننے والا یہ نہ کہنے لگے کہ ابھی تو میری عمر طویل ہے' موت قریب آئے گی تو عمل کر لوں گا' جس طرح اس حکمت کے تحت موت کے وقت کو پوشیدہ رکھا اسی طرح خاص حکمت کے تحت شب قدر کی تعیین کو پوشیدہ رکھا' ایک قول ہے اللہ تعالیٰ نے پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں میں چھپا رکھا ہے اپنی رضامندی کو بندہ کی اطاعت میں' اپنے غضب کو بندہ کی نافرمانیوں میں' صلوٰۃ وسطیٰ کو دوسری نمازوں میں' اپنے اولیا کو مخلوق میں اور شب قدر کو ماہ رمضان میں۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جب شب قدر ہوتی ہے جبرائیل علیہ السلام حکم خداوندی سے سدرۃ المنتہیٰ سے ستر ہزار فرشتوں کے ہمراہ زمین پر اترتے ہیں' جن کے ہاتھ میں نور کے جھنڈے ہوتے ہیں' فرشتے ان جھنڈوں کو چار

جگہ گاڑ دیتے ہیں:

(۱) کعبۃ اللہ کے پاس

(۲) روضہ رسولؐ کے پاس

(۳) بیت المقدس کے پاس

(۴) طور سینا کے پاس

پھر جبرائیل امین فرشتوں کو حکم دیتے ہیں کہ ساری زمین پر پھیل جاؤ' فرشتے ساری زمین پر پھیل جاتے ہیں' ہر گھر' ہر محلہ' ہر شہر' الغرض کوئی جگہ ایسی نہیں بچتی جہاں کوئی مومن مرد یا عورت ہو اور فرشتے وہاں داخل نہ ہوں۔ سوائے اس کے کہ جس گھر میں کتا' سور' تصویر اور وہ جنب موجود ہو' جس کی جنابت زنا سے ہوئی ہو' وہاں فرشتے داخل نہیں ہوتے۔ یہ تمام فرشتے اللہ کی تسبیح و تقدیس اور امت محمدیہؐ کے لئے استغفار کرتے ہیں اور فجر کے وقت آسمان کی طرف واپس ہو جاتے ہیں۔ آسمان دنیا پر رہنے والے فرشتے ان کا استقبال کرتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ آپ کہاں سے آئے؟ جانے والے فرشتے کہتے ہیں کہ ہم دنیا سے آئے کیونکہ رات امت محمدیہؐ کے لئے شب قدر تھی آسمان دنیا کے فرشتے پوچھتے ہیں کہ اللہ نے ان کی حاجتوں کے متعلق کیا حکم فرمایا؟ جبرائیل امین جواب دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اچھے عمل کرنے والوں کو بخش دیا ہے اور بدکاروں کے لئے نیکوں کی شفاعت قبول فرمائی' یہ سن کر آسمان دنیا کے فرشتوں کی آوازیں تسبیح و تقدیس اور اللہ کی تعریف میں بلند ہو جاتی ہیں۔ تاکہ اللہ نے جو اس امت کو مغفرت اور خوشنودی سے سرفراز فرمایا ہے' اس کا شکریہ ادا کریں پھر آسمان دنیا کے فرشتے ان فرشتوں کو رخصت کر کے دوسرے آسمان تک جاتے ہیں اور اسی قسم کی گفتگو ساتویں آسمان تک جاری رہتی ہے۔ اس کے بعد حضرت جبرائیل کہتے ہیں آسمان والو لوٹ جاؤ' ہر آسمان کے فرشتے اپنی اپنی جگہ واپس آجاتے ہیں اور سدرۃ المنتہیٰ کے رہنے والے سدرہ کی طرف لوٹ جاتے ہیں۔ سدرہ پر رہنے والے دوسرے فرشتے آنے والوں سے پوچھتے ہیں تم کہاں تھے' آنے والے وہی جواب دیتے ہیں جو آسمان دنیا کے ملائکہ کو دیا تھا۔ سدرہ کے فرشتے اللہ کی تسبیح و تقدیس کی آوازیں بلند کرتے ہیں جنت الماویٰ پھر جنت النعیم' پھر جنت عدن' پھر فردوس' پھر رحمٰن کا عرش سنتا ہے اور عرش خداوندی اس شکریہ میں اللہ کی تسبیح و تہلیل اور تعریف کی آواز بلند کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے میرے عرش! تو نے آواز کیوں اونچی کی؟ عرش کہتا ہے یاالٰہی مجھے اطلاع ملی ہے تو نے آج رات امت محمدیہؐ کے نیک لوگوں کی مغفرت فرمادی ہے اور گناہگاروں کے حق میں نیکوں کی شفاعت قبول فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے عرش تو نے سچ کہا امت محمدیہؐ کے لئے تو

رمضان کے آخری عشرہ میں اس رات کو تلاش کیا جائے' زیادہ باوثوق ستائیسویں شب ہے

میرے ہاں وہ اعزاز ہے جو نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا نہ کسی آدمی کے دل میں اس کا خیال گزرا۔"

ایک روایت میں آتا ہے کہ شب قدر میں جبرائیل امین جب دنیا میں آتے ہیں تو جس کسی مومن کو عبادت میں مشغول پاتے ہیں اس کو سلام کرتے ہیں اور مصافحہ کرتے ہیں' اس کی علامت یہ بتائی گئی کہ اس شخص کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص شب قدر کی خیر و برکت سے محروم رہا وہ بالکل ہی محروم و بدنصیب ہے۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ یارسول اللہ! اگر میں شب قدر کو پاؤں تو کیا دعا کروں؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا عائشہ یہ دعا کرو:

اللھم انک عفو تحب العفو فاعف عنی

ترجمہ: "یااللہ! آپ بہت معاف کرنے والے ہیں اور معافی کو پسند کرتے ہیں میری خطائیں معاف فرمایئے۔"

اللہ تعالیٰ اس مبارک رات کی فضیلت و رحمت و برکت سے تمام مسلمانوں کی خطاؤں سے درگزر فرما کر سب کی مغفرت فرمائے۔ (آمین)

اور ہم نے آسمانوں کو زینت دی ستاروں سے

آسمانوں کی زینت ستارے' خواتین کی زینت زیورات

سنارا جیولرز

صراف بازار کھارادر کراچی نمبر ۲

فون نمبر: ۰۸۰...

شیخ الحدیث مولانا محمد مراد ہالیجوی

اسلامی نظام عدل اور مغربی نظام کا تقابلی جائزہ

اسلام عدل وانصاف کا دین ہے جس میں مظلوم کو جلدی انصاف مل جاتا ہے اور ظالم فوری اپنے انجام کو پہنچ جاتا ہے اور یہ سب کچھ دونوں کے سامنے ہوتا ہے' ظالم کی حوصلہ شکنی ہوتی ہے اور مظلوم کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے اور فریقین کا غیر ضروری پیسہ اور وقت ضائع نہیں ہوتا لیکن اس کے برعکس مغربی مفکرین کو ہمدردی صرف چور اور دہشت گرد سے ہے کہ ان کو وحشیانہ سزا نہ دی جائے کیا چوری اور دہشت گردی شریفانہ عمل ہے؟

پاکستان کے وزیر اعظم میاں نواز شریف نے شمالی علاقوں کا دورہ کرتے ہوئے وہاں کے عوام کی دینی غیرت اور حمیت سے متاثر اور مرعوب ہو کر پہلی بار واضح کیا کہ پاکستان میں "طالبان طرز کا اسلامی نظام نافذ کر کے جرائم کا قلع قمع کریں گے" حسب روایت کچھ طبقات نے اعلان کا غیر مشروط خیر مقدم کیا اور بعض نے تحفظات کے ساتھ اعلان کو خوش آئند کہا' مگر امریکہ اور اس کے پاکستانی ایجنٹوں کو یہ اعلان بہت گراں لگا۔ امریکہ افغانستان میں امن امان کے مثالی ہونے کے باوجود کہتا ہے کہ "امن تو برابر ہے لیکن اسلامی نظام میں فوری عدالتی طریقہ کار ہے جس سے ملزم کے حقوق کا لحاظ نہیں ہو پاتا۔"

مذکورہ بالا تبصرہ سے یہ بات تو واضح ہو گئی کہ افغانستان کا امن وامان مخالفین کے یہاں بھی مسلم ہے۔ عربی شعر کے مطابق۔

الفضل ماشھدت بہ الاعدأ

(یعنی اصل کمال وہ ہے جس کی گواہی دشمن بھی دیں)۔ باقی رہا امریکہ کا یہ اعتراض کہ اسلامی نظام عدل میں فوری طریقہ کار ہے تو حقیقت یہ ہے کہ کس طرح سے مظلوم کو جلدی حق مل جاتا ہے اور ظالم فوری اپنے انجام کو پہنچ جاتا ہے اور یہ سب کچھ دونوں کے سامنے ہوتا ہے اور عوام الناس تازہ واقعہ ہونے کی وجہ سے انصاف کے عمل سے خوش اور مطمئن ہو جاتے ہیں۔ اور سب سے بڑی بات یہ کہ فریادی پارٹی اور جولدار پارٹی کو کسی بھی سازش کر کے حقائق و شواہد مٹانے کے یا اثر و رسوخ استعمال کر کے یا پریشر ڈال کر کے دوسرے فریق کو انصاف مانگنے یا اپنا جائز دفاع کرنے سے روکنے کا موقع ہی نہیں ملتا اور لوگوں کو سستا اور فوری انصاف مل جاتا ہے' جس سے مظلوم کی حوصلہ افزائی اور ظالم کی حوصلہ شکنی ہوتی ہے اور فریقین کا غیر ضروری پیسہ اور وقت ضائع نہیں ہوتا۔ جبکہ مغربی نظام عدل میں غیر ضروری طوالت کی وجہ سے فریادی کئی برسوں تک گواہوں اور مشیروں اور وکیلوں بلکہ پولیس افسروں کو گھما گھما کر اور ان کی منتیں کرتے اور منشیوں کی مٹھیاں برداشت کر کے خود قلاش اور بین الاقوامی نفسیاتی مریض بن جاتا ہے اور مقدمہ سے ہی دست بردار ہو جاتا ہے۔ اور جولدار برسہا برس تو کچے قیدی کی حیثیت سے ناکردہ گناہ کی سزا بھگتتا ہے اور فریادی پارٹی کو ڈرا دھمکا کر اور پیسہ اور اثر ورسوخ استعمال کر کے اپنے دفاع میں مصنوعی کہانیاں تراشتا ہے۔ اور جعلی گواہ بنا کر فریادی کو مقدمہ سے دست بردار ہونے اور شکست تسلیم کرنے پر مجبور کرتا ہے۔ عقلا کا معروف قول ہے "انصاف میں تاخیر انصاف کے قتل کے برابر ہے۔"

امریکہ کا دوسرا اعتراض یہ ہے کہ اسلامی نظام عدل میں مجرموں کے حقوق کا لحاظ نہیں رکھا جاتا ہے۔ اس اعتراض سے مغربی دنیا کا اسلام سے خوف کا سبب سمجھ میں آگیا۔ یعنی اس سے "بلی تھیلے سے باہر نکل آئی ہے" کہ مغربی دنیا میں اکثریت مجرمین کی ہے اس لئے ان کے یہاں مظلوم اور یتیم بچہ اور بیوہ یا شریف انسان پر رحم نہیں آتا کہ جس کی زندگی کی پونجی اور کمائی جھاڑو پھیر کر چور یا ڈاکو لے گئے یا جس کی زندگی کا سہارا باپ اور بھائی یا گھر کی زینت شوہر دہشت بھیڑیوں نے اپنے خونخوار دانتوں اور پنجوں سے چیر پھاڑ کر یا زندہ جلا کر اور اس کے جسم کو جانوروں کی طرح

ٹکڑے ٹکڑے کر کے اس کے سامنے پھینک دیا ہو۔ ان مغربی مفکرین کو ہمدردی صرف چور و دہشت گرد سے ہے کہ ان کو وحشیانہ سزا نہ دی جائے' کیا چوری اور دہشت گردی شریفانہ عمل ہے ؟ کہ اس کا بدلہ شریفانہ دیا جائے ؟ جب ان کا عمل وحشیانہ ہے تو سزا بھی تو ویسی ہی ہو گی۔

سیکولر مغربی مصنوعی انسانی حقوق کے دکھاوے کے دعویدار کہتے ہیں کہ اسلامی حدود کے نفاذ سے پوری قوم لولی لنگڑی ہو جائے گی۔ یاد رکھنا چاہئے کہ یہ ان مغربین کا یہ اعتراض بالکل درست ہے کیونکہ یہ سب مجرم ہیں چند سال قبل کی بات ہے کہ واشنگٹن میں پانچ چھ گھنٹے رات کی بجلی چلی گئی تو ستر فیصد دکانیں اور بینک اور دیگر مالیاتی ادارے لوٹے گئے۔ ظاہر ہے کہ اتنے اداروں اور دکانوں کے لوٹنے کے لئے چند غنڈے تو پورے نہیں پڑ سکتے تھے نہ وہ ہر جگہ بغیر نشاندہی کے پہنچ سکتے تھے۔ یقینی طور پر معلوم ہوا کہ ہر دکان اور بینک اور مالیاتی ادارے کے ملازمین اور چوکیداروں نے مل جل کر بہتی گنگا سے ہاتھ دھوئے ہوں گے۔ مطلب یہ کہ ان کا کوئی بھی طبقہ جرائم سے بچا ہوا نہیں ہے۔ اس لئے وہ اسلامی ممالک میں اسلامی حدود نافذ ہونے سے کہیں ان کا خدشہ صحیح نہ ہو جائے اس لئے بڑی ڈھٹائی کے ساتھ مخالفت کرتے ہیں اور مسلمان بحیثیت مسلم امت کے چور نہیں ہیں۔ میں جب افغانستان کے دورہ پر گیا تھا تو اس موقعہ پر میری افغانستان کی سپریم کورٹ کی پوری جیوری سے ملاقات ہوئی تھی۔ میں نے چیف جسٹس سے یہ سوال کیا تھا کہ آپ حدود و قصاص کے تحت کتنے لوگوں کو سزا دے چکے ہیں؟

جواباً فرمایا کہ دو سال سے طالبان حکومت قائم ہے' اس پورے دورانیہ میں ۱۷ صوبوں میں صرف دو چوروں کے ہاتھ کاٹے گئے ہیں اور تین قاتلوں سے قصاص لیا گیا ہے۔ ان پانچ سزاؤں کے بعد اب تک (اس وقت) چھٹا جرم ہوا ہی نہیں کہ ہم سزا نافذ کریں' سزا تو اپنی جگہ پر لیکن کوئی واردات ہی نہیں ہوئی کہ مقدمہ درج ہو۔ ہم سپریم کورٹ کے جج صاحبان صبح کو عدالت میں حاضر ہوتے ہیں' دفتر میں کتابوں کا مطالعہ کرتے ہیں اور نماز ظہر ادا کر کے اپنے گھروں کو چلے جاتے ہیں' نہ کوئی فریادی ہے نہ کوئی جولیدار بس پورے ملک میں امن و سکون ہے۔ اللھم بارک فیہ

باقی رہا یہ اعتراض کہ ملزم کو جلدبازی میں کہیں غلط سزا نہ مل جائے! اس سلسلہ میں عرض ہے کہ اسلامی نظام تعزیرات کا فلسفہ یہ ہے کہ جرائم پر سخت سزائیں مقرر کی جائیں تاکہ مجرموں کے دل میں خوف اور ہیبت طاری ہو اور جرائم بند ہوں باقی سزا تک پہنچنے کے لئے سخت شرائط موجود ہیں تاکہ کسی بھی بے گناہ پر ناحق سزا نہ لگے۔ مثال کے طور پر غیر شادی شدہ مرد یا عورت چونکہ پاک دامن رہنے کے وسائل سے خالی ہے' اس لئے اس پر سزا صرف ایک سو درے (کوڑے) ہیں' لیکن شادی شدہ کو چونکہ یہ عذر نہیں ہے' اس لئے معاشرے میں گندگی پھیلانے اور نسل انسانی کو پاک دامنی سے محروم کرنے کی وجہ سے اس کو سنگسار کیا جاتا ہے۔ لیکن اتنی سخت سزا تک چار عینی عادل گواہ ضروری ہیں۔ اس لئے کسی ملزم کو ناحق سزا ملنے کا شائبہ بھی ختم ہو جاتا ہے۔

آپ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے "حتی الوسع حد جاری کرنے میں احتیاط کرو" دوسرا فرمان ہے کہ "اگر کسی حد ساقط کرنے میں غلطی کی یعنی حد جاری کرنی چاہئے تھے اور نہیں کی تو یہ بھی غلط بات ہے۔ ایسا نہیں ہونا چاہئے۔ لیکن حد جاری کرنے میں غلطی سے بہتر ہے یعنی حد اصولاً جاری نہیں ہونی چاہئے تھی لیکن غلطی میں جاری ہو گئی تو یہ غلطی پہلے شخص کی غلطی سے بہت خراب غلطی ہے۔" جب حضور اقدس ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عورت غامدیہ اعتراف جرم کرنے لگی تو آپ ﷺ نے چہرہ مبارک دوسری طرف کر دیا اور سنا ان سنا کر دیا' پھر وہ عورت دوسری طرف سے آکر اعتراف جرم کرنے لگی' تو پھر آپ ﷺ نے رخ انور پھیر لیا اس طرح تیسری اور چوتھی بار عورت نے اعتراف جرم کیا تو آپ ﷺ نے نظر انداز فرمایا۔ لیکن جب وہ عورت جانے کے لئے تیار نہ تھی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ شاید تیرا کسی اجنبی مرد سے ہاتھ لگ گیا ہو۔ یا صرف تجھ کو بوسہ دیا ہو' تب بھی وہ "بی بی صاحبہ اپنے اقرار پر باقاعدہ پختہ رہی اور طھرنی یا رسول اللہ کی صدا لگاتی رہی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ بی بی صاحبہ تو کیا کہتی ہے پاگل تو نہیں ہوئی؟ اتنے بڑے خطرناک جرم کا اقرار کر رہی ہو کہ جس کی سزا عبرتناک موت ہے۔" وہ کہنے لگی کہ نہیں نہیں میں نہیں ہوں! بلکہ مجھ سے گناہ سرزد ہو گیا ہے اور مجھ پر اللہ کا حکم نافذ کیا جائے اور مجھے گناہ کی خباثت سے

پاک کیا جائے۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کو سونگھو تو سہی کہیں اس نے شراب تو نہیں پی تو وہ کہنے لگی نہیں' حضرت شراب وغیرہ نہیں پی۔ بس مجھ پر اللہ کا قانون جاری کیا جائے۔ جب آپ ﷺ نے اس کے حمل کے آثار دیکھے تو فرمایا بی بی صاحبہ تو چلی جا تیرے پیٹ میں بچہ ہے وہ بے قصور ہے' اگر حد جاری کریں گے وہ ہلاک ہو جائے گا۔ اس لئے تیرے اوپر حد جاری نہیں ہو گی وہ بچاری روتی روتی چلی گئی۔ جب اس کو بچہ پیدا ہوا تو بغل میں بچہ لئے حاضر خدمت ہوئی کہ اب تو بچہ بھی پیدا ہو گیا مجھ پر حد جاری کی جائے۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس بچہ کی پرورش کون کرے گا؟ اس لئے تم چلی جاؤ وہ بچاری دوبارہ روتی چلی گئی' چھوٹے بچہ کو وقت سے پہلے کھانا کھانے کا عادی کر دیا۔ کچھ عرصہ کے بعد وہ چھوٹا بچہ گود میں لئے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اس حال میں کہ اس بچے کے ہاتھ میں روٹی کا ٹکڑا تھا کہنے لگی دیکھئے حضور وہ بچہ روٹی خود کھا رہا ہے۔ لہٰذا اس کو دودھ وغیرہ کی ضرورت نہیں ہے۔ اس لئے مجھ پر خدائی قانون جاری کیا جائے۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ کھانا تو برابر کھا رہا ہے' لیکن اس بچہ کی صحت صفائی کا خیال کون کرے گا؟ یہ جواب سن کر بی بی صاحبہ چیخ مار کر گر پڑی اور ہوش میں آنے پر کہنے لگی' اللہ کے رسول ﷺ کیا میں اتنی بد نصیب ہوں کہ میرے اوپر خدا کی حد جاری نہیں ہو رہی۔ ایک صحابی کو بی بی صاحبہ پر رحم آیا اور کہنے لگا حضور اکرم ﷺ اس صورت پر حد جاری فرمائیے میں اس بچہ کی دیکھ بھال کروں گا۔ جب مذکورہ عورت پر حد جاری کی گئی' تو اس کے خون کے کچھ چھینٹے ایک شخص کے کپڑوں پر لگے تو وہ شخص غصہ میں آکر کہنے لگا کہ اس کمبخت نے میرے کپڑے خراب کر دیئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایسا مت کہو! اس عورت نے ایسی توبہ کی تھی کہ اگر وہ توبہ اہل مدینہ جتنے آدمیوں پر تقسیم کی جائے تو سب کے گناہ معاف ہو جائیں اور سب کو کافی ہو جائے۔

اس مثال کو پیش کرنے کا مقصود یہ تھا کہ اسلام ملزم کو اپنی صفائی پیش کرنے کا اتنا بھرپور آزادانہ موقعہ فراہم کیا کرتا ہے کہ کسی بھی قانون میں موجود نہیں۔ باقی رہا انگریز کا بر صغیر پر مسلط کردہ ۱۹۳۵ء کا انڈیا ایکٹ جس میں کچھ معمولی ترامیم کر کے اس کو پاکستان پینل کوڈ کے نام سے رائج کیا گیا ہے۔ جس کی وکالت ہمارا مغرب زدہ سیکولر طبقہ کر رہا ہے۔ وہ تو ہے ہی نو آبادیاتی عبوری سامراجی نظام جس میں کسی مظلوم کو حق ملنا تو محال اور نا ممکن ہے کیونکہ پہلے تو فریاد داخل کرانا بھی مسئلہ ہے پولیس خوب حیلے بہانے تراشتی ہے تاکہ فریاد داخل ہی نہ ہو' جب ان کی مٹھی گرم کی جاتی ہے تب جا کے فریاد داخل ہوتی ہے اور تفتیش کی ابتداً فریادی سے ہو گی' کسی عزیز یا کسی وفادار ملازم کو پکڑ کر بٹھا دیں گے جب فریادی احتجاج کرے گا اس پر پریشر ڈال کر مقدمہ سے دست بردار کر دیں گے۔ اگر رقم اور اثر ورسوخ استعمال کر کے چالان کے مرحلہ پر پہنچ گیا تو پھر ایک مصیبت وکیل کرنے اور گواہوں کو راضی رکھنے اور ان کو حوصلہ دلا کر مجسٹریٹ تک پہنچ گیا تو منصف اور مجسٹریٹ عدالتوں میں اپنے ایجنٹوں کی معرفت اور کبھی تو براہ راست مخصوص رقم طلب کرتے ہیں اور برملا کہتے ہیں کہ وکیل کیوں کرتے ہو وہ پیسے مجھے دے دو! میں آپ کا وکیل ہوں وہ ان کے حق میں فیصلہ سنانے کی گارنٹی تک دیدیتے ہیں اور حد تو یہ ہے کہ جس کی بولی کم لگی تو اس کی کشتی بیچ دریا میں غرق کر دیتے ہیں۔ کچھ مغرب زدہ سیکولر عناصر کہتے ہیں کہ افغانستان میں ججوں کی تعلیم تربیت کا نظام پورا نہیں ہے' اس لئے ان کے فیصلے معیاری نہیں ہوں گے۔

میں یہ سمجھنے سے قاصر ہوں کہ ان کا مقصد کونسی تعلیم و تربیت ہے جج کے لئے سب سے پہلی شرط یہ ہے کہ خدا کا خوف رکھنے والا پرہیزگار ہو اور خلق خدا سے سچی ہمدردی اور محبت رکھنے والا ہو۔ اپنے ملک کے ججوں کا اس شرط کے مطابق افغانستان کے منصفوں سے موازنہ کر کے دیکھئے کہ یہاں کی عدلیہ کی اکثریت اس شرط پر پوری اترتی ہے یا نہیں؟ یہاں کا وہی ایل ایل بی پاس اگر پبلک پراسیکیوٹر بن جائے تو گناہ گار اور ناقابل اعتبار اور تنقید و ملامت کا شکار' لیکن اگر وہی صاحب جج بن جائے تو سب سے بڑا پاکدامن اور فرشتہ بن جاتا ہے۔ اور اس پر اگر تنقید کریں تو توہین عدالت کی سزا کے حقدار بن جائیں۔ ہمارے یہاں جج حضرات کی تقویٰ اور حسن اخلاق کی تربیت کے لئے کونسا طریقہ کار رائج ہے؟ وہی جج اگر عدالت کی کرسی پر ہے تو معصوم قرار دیا جاتا ہے' لیکن عہدہ سے علیحدہ ہو جائے تو سپریم کورٹ کا چیف جسٹس کیوں نہ ہو اس کی کردار کشی میں اخباری کالموں کی بھرمار شروع ہو گی۔ مطلب یہ ہے کہ ان کو ذاتی تقویٰ

اور تقدس حاصل نہیں ہے صرف عہدہ کی وجہ سے مصنوعی تقدس کی چادر چڑھائی گئی ہے۔ اس کے برخلاف اسلامی نظام میں قاضی ایسی شخصیت کے حامل کو مقرر کیا جاتا ہے کہ جس کا زہد و تقویٰ عوام کے یہاں تسلیم شدہ ہو اور اس کے ہر فیصلے کو خوشدلی سے قبول کیا جاتا ہو' اپنے منصب پر فائز ہو یا مستعفی ہو کر گھر بیٹھ جائے تو بھی اس کی عزت و وقار میں کوئی فرق نہ آتا ہو۔ ایسے آدمی کی وجہ سے قضا کے منصب کا وقار بڑھتا ہے اور قضا کی وجہ سے ان کے وقار میں فرق نہ آتا ہو۔ مثال کے طور پر ہمارے ملک میں حضرت مولانا عبدالکریم قریشی بیر شریف والوں جیسی شخصیت کو قاضی القضاۃ مقرر کیا جائے اور وہ منصب چھوڑ کر گھر بیٹھ جائیں تو ہر صورت میں ان کے وقار اور شخصیت کے احترام میں فرق نہیں آئے گا۔ ایسے ہی لوگ درحقیقت قضا کے منصب کے شرعی حقدار ہیں۔

دوسری شرط یہ ہے کہ ملک میں رائج بھرپور معلومات اور مہارت اور پختگی ہو۔ افغانستان کے قاضی اسلامی قانون کی پوری مہارت رکھنے والے ہیں۔ جنہوں نے سالوں تک نہ صرف اسلامی قانون کی تعلیم حاصل کی ہے بلکہ پوری زندگی اسلامی قانون پڑھاتے رہے ہیں' تقریباً سارا قانون اسلامی ان کو ازبر زبانی یاد ہے۔ باقی انگلو سیکشن قانون کی نہ ان کو ضرورت ہے اور نہ اس سے دلچسپی۔ بلکہ وہ تو اس کو اسلام کا حریف اور دشمن سمجھتے ہیں اور نفرت کرتے ہیں۔ اس کے باوجود انگریزی قانون کی اتنی معلومات رکھتے ہیں جتنی ہمارے جج صاحبان اسلامی قانون کی معلومات رکھتے ہیں اسلامی قانون سے ہر مسلمان کا جذباتی اور ایمانی تعلق ہے۔ لیکن اس کے باوجود اکثر جج حضرات اسلامی قانون کی ابتدائی معلومات سے عاری ہیں۔

تیسری شرط ہے کہ اپنے ملک میں رائج عدالتی طریقہ سے واقفیت رکھتا ہو۔ بات یہ ہے کہ اسلامی قانونی عدالت بہت آسان اور سہل ہے کہ آسانی سے اپنے جائز حقوق کے حصول کے لئے یا اپنے اوپر عائد کردہ الزام کے دفاع کی خود پیروی کر سکتا ہے اور عدالتی فیصلہ کو پوری طرح سمجھنے اور جیتنے اور ہارنے دونوں صورت میں سے مطمئن رہتا ہے۔ انگریزی نظام قانون کی طرح اتنا پیچیدہ نہیں ہے کہ فریادی اور ملزم دونوں کے لئے ایک حل نہ ہونے والا معمہ بن جائے۔

اسلام ملزم کو اپنی صفائی پیش کرنے کا اتنا بھرپور موقع فراہم کیا کرتا ہے کہ کسی بھی قانون میں موجود نہیں

ہمارے ملک میں تو سپریم کورٹ کے جج حضرات ایک ہی مسئلہ میں دو گروپوں میں بٹ گئے' ایک بنچ یہ فیصلہ سنا رہی تھی کہ تیرھویں ترمیم غلط ہے اور آئین کے مقاصد سے ٹکراتی ہے اس لئے وہ کالعدم قرار دی جاتی ہے۔ عین اسی وقت اسی سپریم کورٹ کی ایک بنچ یہ فیصلہ سنا رہی ہے کہ تیرھویں ترمیم درست اور صحیح مفید ہے اس لئے اس گروپ کا فیصلہ کالعدم کیا جاتا ہے عوام تو اپنی جگہ پر لیکن سپریم کورٹ کے جج اور رجسٹری بنچ کی تشکیل پر بھی متفق نہ ہو سکے۔ ایسے پیچیدہ قانون اور طریقہ کار پر عوام کیونکر مطمئن ہوں گے؟ اس لئے ان عدالتوں سے عوام کا اعتماد اٹھ چکا ہے اور جج حضرات بھی حزب اقتدار اور کبھی حزب اختلاف سے چلنے مقدمات میں مغلظات اور دھمکیاں سنتے ہیں۔ اور سپریم کورٹ کے جج چیمبر میں چھپ کر دروازے بند کر کے فوج طلب کر کے اپنی جان کا تحفظ مانگتے ہیں۔ جبکہ افغانستان کا قاضی عام آدمی کی طرح بغیر کسی محافظ اور پروٹوکول کے آزادانہ گھومتا پھرتا ہے کسی سے بھی کوئی خطرہ نہیں محسوس کرتے۔ ہائیکورٹ صوبہ قندھار کے چیف جسٹس ملا عبدالحکیم لہنی سے میری ملاقات جامع مسجد کے ایک پبلک پارک میں ہوئی اور وہ اپنی چادر بچھائے بیٹھے ہوئے تھے عقیدتمند ادب اور احترام سے چاروں طرف گردنیں نیچے کئے ہوئے تھے اور اس کی عالمانہ گفتگو سننے کے لئے ہمہ تن گوش تھے' نہ پولیس تھی اور نہ ہی کوئی محافظ' قریب میں بیٹھے ہوئے ایک تاجر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اس شخص نے اپنے مقدمہ کے سلسلہ میں امیر المومنین ملا عمر سے سفارش کرائی تھی جس پر میں نے سخت تنبیہ کی اور اتفاق سے شواہد کی بنیاد پر فیصلہ بھی اس کے خلاف ہوا۔ اس بات پر اس تاجر نے اپنی گردن اوپر کر کے کہا کہ حضرت میں آپ کے فیصلہ سے مکمل طور پر مطمئن ہوں' مجھے اپنے خلاف فیصلہ کا کوئی بھی افسوس نہیں ہے۔ کیونکہ میرے پاس واقعہ کے متعلق قطعی شواہد نہیں تھے' ان قطعی شواہد کے بغیر میرے حق میں فیصلہ ہو جاتا تو شاید میرا ایمان بھی کمزور ہو جاتا کہ قاضی صاحبان بھی عام ججوں کی طرح اپنی پسند کے مطابق فیصلے دیتے رہتے ہیں۔ لیکن الحمدللہ آپ کے فیصلہ سے میرا ایمان پختہ ہوا ہے۔ ☆☆☆

روزہ کی برکات اور شبِ قدر

مولانا عبداللطیف مسعود

رمضان المبارک کی خیرات و برکات کا مرکزی نقطہ اور عروج وہ مبارک رات ہے جس میں قرآن مجید جیسی بیش بہا دولت عظمیٰ نوع انسان کو عطا فرمائی گئی جو کہ خزینہ و منبع ہے جمیع خیرات و برکات کا۔ اسی کے انوار و برکات تمام لمحات رمضان کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہیں' اسی کی کشش نے تمام انسانوں کے اذہان قلوب کو متاثر کرکے اپنی طرف کھینچ لیا ہے اسی کی بیش بہا تاثر سے انسانی قلوب و اعضاء مصادر خیرات بنے ہیں۔

رب رحمٰن کی لاانتہا شفقت و مہربانی:

ماہ مبارک کے جمیع لمحات ویسے بھی ہمہ قسم کے انوار و برکات سے لبریز تھے خدائی نوازشات اور انعامات کے خزینے تھے مگر اس کا مرکزی نقطہ یعنی نزول قرآن کی رات کا اندازہ لگانا انسانی حیطہ سے ماوراء ہے' رب کریم نے اس کی خیرات و برکات اور الطاف و عنایات کی ترجمانی یوں فرمائی کہ:

انا انزلناہ فی لیلۃ القدر' وما ادراک ما لیلۃ القدر' لیلۃ القدر خیر من الف شھر

کس قدر اہتمام و امتنان سے اعلان فرمایا کہ ماہ مبارک کے لمحات اپنے اندر بے پناہ خزینہ ہائے لطف و فضل لئے ہوئے ہیں کہ ایک نیکی دوسرے دنوں کے مقابلہ میں ستر گنا بڑھ جاتی ہے اور بعض سات سو گنا تک۔ مگر اے ضعیف البیان انسان تم اس مبارک رات کی وسعتوں کا ادراک نہیں کرسکتے' اس کا اندازہ ہم ہی خوب جانتے ہیں تم صرف اتنا ذہن میں رکھو کہ یہ رات ایک ہزار مہینہ کے اعمال سے بہتر اور افضل ہے۔

عربی زبان اور محاورہ میں عدد صرف الف تک تھا اس لئے اوپر کوئی ہندسہ ان کے ذہن و ادراک میں نہ تھا' اس لئے رب رحیم نے ان کے سامنے ان کا سب سے بڑا ہندسہ استعمال فرمایا اور استعمال بھی عجیب طریقہ سے فرمایا کہ یہ رات ایک ہزار مہینہ کے برابر ہے؟ نہیں بلکہ اس سے افضل اور بہتر ہے۔ کتنی بہتر ہے دوگنا' سہ گنا' چار گنا' اس کی کوئی وضاحت نہیں فرمائی۔ یہ مالک ہی کو معلوم ہے جیسا کہ فرمایا تھا۔ جزائے صیام کو مبہم رکھ کر اس کی عظمت کو واضح فرمایا۔ اسی طرح یہاں بھی اس رات کی بہتری اور افضلیت کو بندوں کے ذہن و ادراک سے مبہم اور مخفی رکھ کر اس کی عظمت و وسعت کو بیان فرمایا۔

پھر دوسرے ارشادات نبویہ میں اس کی تلاش و جستجو کی نہایت تاکید فرمائی۔ کہ اس رات کو آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔ کسی رات کو متعین نہ فرمایا' کیوں؟ اس لئے کہ رب رحیم جانتا ہے کہ میرے بندے ہمہ لحظہ میرے حضور سراپا عجز و نیاز بنے رہیں۔ ہمہ اوقات میری ہی جناب میں اپنی عبودیت اور فدا کاری لرزتے ہوئے قلب اور بھیگی آنکھوں اور عاجزانہ الفاظ و حروف سے پیش کرتے رہیں مولی کریم کو بندے کی یہ ادا نہایت محبوب ہے اس لئے وہ جانتا ہے کہ میرا بندہ ہر وقت نہیں تو اکثر اوقات اپنی اداؤں کے ساتھ میرے حضور سجدہ ریز رہے اس لئے اس رات کا تعین نہ فرمایا۔ اگر وہ متعین ہوتی تو پھر اکثر بلکہ تمام کے تمام ایک ہی رات پر اکتفا و انحصار کرکے بیٹھے رہتے جیسے عید کا دن مقرر ہے' جمعہ کا دن مقرر ہے' اس طرح کم از کم پانچ راتیں تو بندگان رجوع و انابت اپنی آہ و زاری اور عجز و نیاز کا ہدیہ دربار کبریا میں پیش کرتے رہتے ہیں اور خواص اتباع رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم میں سارا عشرہ ہی تلاش "لیلہ" پر عمل پیرا رہتے ہیں نیز تہجد کے پیکر بنے رہتے ہیں۔

اس رات کی خصوصی دعا:

ترجمہ: "ام المومنین رضی اللہ عنہا نے التجا کی کہ اے خدا کے رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم بھلا اگر مجھے اس رات کا پتہ چل جائے کہ وہ کونسی رات ہے تو میں اس میں کونسی دعا مانگوں؟ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اللھم انک عفو" اے مولی کریم تو نہایت درگزر کرنے

والا ہے اور درگزر کو ہی پسند کرتا ہے لہٰذا مجھ سے بھی درگزر فرما۔"

دوسری حدیث میں ہے:

ترجمہ: "حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما ہوئے ثم کی پھر آبدیدہ ہو کر فرمانے لگے کہ اے لوگو! اللہ تعالیٰ سے خیر اور درگزر کا ہی سوال کیا کرو۔ کیونکہ ایمان کے بعد کسی کو عافیہ سے بہتر کوئی چیز نہیں مل سکتی۔"

تو اس ضابطہ کے مطابق اس ماہ مبارک کی عظیم الشان رات میں بھی یہی عظیم الشان چیز ہی مانگنی چاہئے کہ جس میں تمام خیر و بھلائی آجاتی ہے۔

ایک فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم یوں نقل ہے کہ:

ترجمہ: "اس ماہ میں چار چیزوں کی کثرت رکھو' دو چیزیں تو وہ ہیں کہ جن سے تم اپنے رب کو راضی کرسکو گے اور دو وہ ہیں کہ جن کی تمہیں اشد ضرورت ہے۔ سو دو وہ چیزیں جن کے ذریعہ تم اپنے رب کو راضی کرو گے تو وہ لا الہ الا اللہ کی شہادت اور اس سے استغفار کرنا ہے۔ اور دو وہ چیزیں کہ جن کے بغیر تمہارا گزارا نہیں ہوسکتا' تو ایک یہ ہے کہ تم اللہ سے جنت کا سوال کرو اور دوم جہنم سے اس کی پناہ مانگتے رہو۔"

چند دن یہ فضاء قائم رہتی ہے تو اس میں مزید ترقی ہوجاتی ہے۔ بندے کا عملی اور جذباتی تسلسل مزید آگے بڑھتا ہے حتیٰ کہ آخری عشرہ میں داخل ہوجاتا ہے اب کئی تو اعتکاف میں داخل ہوجاتے ہیں اور کئی ویسے ہی اعمال رمضان میں اہتمام و توجہ بڑھالیتے ہیں اب اعمال شب میں بھی ترقی اور اعمال نہار میں بھی۔ یہ خوش نصیب اعمال صیام اور اس کے اغراض و مقاصد میں مزید غور کرتا ہوا مزید سے مزید اپنے اندر انقلاب اور تبدیلی اور استحکام پیدا کرتا جاتا ہے اور اسے اپنے قلب و ذہن میں مستحکم اور راسخ کرنے کی حتی الوسع کوشش کرتا ہے اور ساتھ ہی یہ دھڑکا بھی لگا ہوتا ہے کہ یہ پر بہار گھڑیاں ختم ہورہی ہیں سامان رحمت کے بعد نہایت مہنگا ہوجائے گا شاید مجھے ماہ صیام کے مقاصد اور نتیجہ حاصل بھی ہوا یا نہیں' شاید مجھے دربار الٰہی سے مغفرت کا پروانہ ملا یا نہیں؟ اور شاید بے نیاز نے مجھ پر نظر کرم فرمائی یا ابھی نہیں' اسے بار بار یہی دھڑکا لگا رہتا ہے اسے فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم بار بار ذہن میں آتا ہے کہ جس کی زندگی میں یہ مہینہ آیا اور وہ اپنے گناہوں کی بخشش نہ کراسکا تو وہ رحمت الٰہی سے محروم ہے۔ وہ بار بار چونک کر سوچتا ہے کہ شاید مجھے یہ گوہر مقصود حاصل ہوا یا نہیں؟ اسی امید و بیم کے بھنور میں وہ مزید سے مزید درگاہ الٰہی کی طرف بار بار جھانکتا ہے۔ بار بار ہاتھ اٹھاتا ہے کبھی صلوٰۃ التسبیح کا وظیفہ کرتا ہے کبھی صدقہ و خیرات کا عمل کرتا ہے کبھی عام افطاری کا اہتمام کرتا نظر آتا ہے اور کبھی اپنے آپ کو ہی جناب الٰہی میں سربسجود کرتے ہوئے آہ و زاری کرنے لگتا ہے کہ اے میرے مولیٰ میرے حال پر رحم فرمادے میں ان ایام کے تقاضے پورے نہیں کرسکا تو محض اپنی رحمت سے مجھے بخش دے تو بڑا کریم ہے' اے میرے رحیم مولیٰ مجھے بے نصیب نہ فرمانا تو ستار و غفار ہے محض اپنے فضل و کرم سے اس ماہ مبارک کے انوار و برکات سے اس عاجز و حقیر کو نوازدے۔ تو جب بندہ بے نوا اس کشمکش میں یہ گھڑیاں گزارنے لگتا ہے' اور ساتھ ہی لیلۃ القدر کی پر بہار رات کی تلاش میں سرگرداں نظر آتا ہے کسی بھی موقع مغفرت کو ٹال نہیں دیتا تو رحمت حق اس کی یہ جستجو' یہ بے قراری اور امید دیکھ کر اس پر امڈ آتی ہے اور اسے اپنے اندر ڈھانپ کر "عتق من النار" کا تحفہ اور انوارؤ عنایت فرمادیتی ہے۔

دین اسلام محض چند رسومات کا نام نہیں بلکہ مکمل نظام حیات ہے اس کے دائرہ عمل میں انسانی زندگی جملہ شعبے معاملات' معاشرت اور آداب و اخلاق بھرپور سطح پر آتے ہیں بلکہ اس کی جملہ عبادات مقرر ہی اس لئے کی گئی ہیں کہ یہ ان کے ذریعے اپنے اندر خشیت الٰہی' احساس ذمہ داری اور جملہ احکام الٰہی پر عمل پیرا ہونے کی صلاحیت مزید سے مزید نمایاں کرلے۔ یہ شخص جو روزہ کی حالت میں تصور خدا کے تحت اپنے روزہ کی مکمل حفاظت کرتا ہے کہ گرمی کے دنوں میں جبکہ پیاس کی بھی شدت ہے' پانی بھی حاضر ہے اور کوئی دیکھ بھی نہیں رہا تو یہ شخص محض تصور خدا کے تحت ایک گھونٹ یا ایک ریزہ خوراک کا حلق میں اترنے نہیں دیتا کہ میرا روزہ خراب نہ ہوجائے۔ حتیٰ کہ یہ وضو کرتے ہوئے منہ کو بھی پانی کی تری سے بھی خالی کرلیتا ہے کہ روزہ میں کوئی کمی نہ ہوجائے یہ تھوک تھوک کر منہ کو خشک کرلے گا' حالانکہ کلی کی صرف تراوت روزہ کے خلاف نہیں مگر یہ بندہ خدا اتنی احتیاط کررہا ہے تو اب روزہ سے مقصود بھی یہی ہے کہ یہی تصور خدا اس کی زندگی کے تمام اعمال میں جاری و ساری ہوجائے یہ گھر میں بیٹھ کر کسی پر زیادتی نہ کرنے پائے دفتر میں بیٹھا ہے تو خوف خدا کے تحت صحیح ڈیوٹی دے کوئی غلط کام یا ناجائز حرکت نہ کرے کوئی ناجائز فرمائش نہ کرے رشوت کے قریب نہ بھٹکے اپنے سے جونیئر ملازمین سے بھی پیار و محبت اور ہمدردی کا اور خیر خواہی کا سلوک کرے' دکان پر بیٹھا ہے تو اس پر وہی تصور خدا محیط ہو' یہ ناپ تول کی کمی کا تصور بھی نہ کرے ملاوٹ کا کبھی سوچے نہیں جھوٹ اور غلط بیانی سے مکمل پرہیز کرے کہ میرا خدا مجھے دیکھ رہا ہے اسی طرح لین دین کے ہر شعبے میں' اور عزیز و اقارب کے تمام حقوق و فرائض

میں مکمل احکام الٰہی کی پاسداری اور پابندی کرے' گویا وہ روزے والا تصور اسے کسی بھی گوشہ میں کسی بھی ماحول میں بے راہ روی میں نہ پڑنے دے بلکہ اسے مکمل طور پر کنٹرول کرے تو پھر لعلکم تتقون کا نتیجہ صحیح طور پر سامنے آئے گا۔

ایسے ہی دوسری عبادات کا مقصد ہے۔ نماز کی مختلف حالتوں میں قیام ہے' رکوع اور سجدہ ہے کہ ایک مسلمان ہاتھ باندھے احکم الحاکمین کے سامنے کھڑا اس کی کبریائی اور اپنی بے نوائی اور بے بسی کا اعتراف کررہا ہے' پھر اور جھک کر رکوع میں جاتے ہوئے اس کی کبریائی اور عظمت کا اعلان کررہا ہے۔ پھر اس سے بھی آگے سجدہ میں جاکر تو حد ہی کردیتا ہے کہ زمین پیشانی پر رکھ دی' ناک رگڑ رہا ہے اپنے آپ کو نہایت حقیر و ذلیل حالت میں کرکے اور بلند و بالا مالک حقیقی کی علو و کبریائی کا اعلان کررہا ہے اور بار بار کررہا ہے اب اگر یہ انسان باہوش ہے' اور اپنے ان اعمال کو سمجھ کر ادا کررہا ہے کہ یہ نماز سے فارغ ہوکر اور زبردست' راستباز اور عاجز اور دوسروں کے ساتھ خیر خواہی کا سلوک کرنے والا بندہ بن کر نکلے گا اور اب یہ کسی بھی ماحول میں مندرجہ بالا امور کے خلاف کرنے کی جرات نہیں کرے گا۔ خدائی احکام کو ٹھکرانے یا نظر انداز کرنے کی ہرگز کوشش نہ کرے گا' دوسروں پر زیادتی نہ کرے گا' کسی کے مال و جان اور آبرو پر دست درازی کا تصور بھی نہ کرے گا۔ کیونکہ یہ مالک حقیقی کو مالک یوم الدین تسلیم کر آیا ہے اسے اپنے اعمال کے مکمل محاسبہ اور باز پرس کا خطرہ اور یقین ہے' پھر یہ گڑ بڑ کیسے کرے گا؟ یہ ایک عدل و انصاف کا پیکر انسان رہے گا۔ ایسے ہی سچا صدقہ و خیرات کرنے والا دوسروں سے لوٹ کھسوٹ کرنے کی جرات نہیں کرسکتا' الغرض اسلامی عبادات تصور خدا کی چارجنگ کے لئے ہیں تاکہ اس میں مزید سے مزید خوف خدا مستحکم ہو۔ تو پھر وہی نور اسے عملی زندگی میں کسی بھی قدم پر بھٹکنے نہ دے بلکہ اسے سوفیصد صراط مستقیم پر ہی رواں دواں رکھے اس کا رابطہ اپنے مالک حقیقی کے ساتھ مستحکم سے مستحکم ہوتا رہے۔ کسی بھی موقعہ پر یہ اس سے بے نیاز نہ ہو' اور اپنے آپ کو اس سے آزاد اور آؤٹ آف کنٹرول نہ سوچے۔

ناظرین کرام! آپ نے مندرجہ بالا قرآن و احادیث کی تفصیلات سے لیلۃ القدر کی اہمیت و عظمت خوب معلوم کرلی' اور اس پر بہار فضاء کے انوار و برکات اور علل و اسباب بھی ذہن نشین کرلئے کہ اللہ کریم نے کس طرح عجیب و غریب انداز میں اپنے بندوں کو نوازنے کا حیرت انگیز پروگرام اور موقع فراہم فرمایا۔ کہ وہی آسمان' وہی زمین' وہی شب و روز' وہی انسان اور وہی ان کے اعمال و افعال لیکن یکایک ہر چیز بدل گئی ہر سو تبدیلی آگئی انسان بدلنے لگے ذہن و دماغ بدلنے لگے' اعمال و افعال بدل گئے یہ کیا ہوا؟ یہ تبدیلیاں کیسے اور کہاں سے رونما ہوئیں سطور بالا میں یہی حقائق بیان کئے گئے ہیں۔

جب ہم ان تمام امور کو ملحوظ خاطر رکھتے ہیں تو یقین آجاتا ہے کہ واقعتاً" یہ فرمان رسول سوفیصد برحق ہے کہ "جس کی زندگی میں رمضان آیا اور وہ توجہ و اہتمام کرکے اپنے گناہوں کا ازالہ نہ کرسکا' رحمت الٰہی کے خزانے حاصل نہ کرسکا' تو وہ بالکل محجوب و محروم ہے۔" اور یہ فرمان بھی سوفیصد سے بڑھ کر برحق نظر آنے لگتا ہے کہ "جس نے بلا کسی عذر یا مرض وغیرہ رمضان کا ایک دن بھی روزہ سے خالی رہا تو اس کی کسر ساری زندگی کے روزے پوری نہیں کرسکتے اگرچہ وہ روزے رکھتا رہے مگر رمضان کے ایک روزہ کی کمی پوری نہیں ہوسکتی۔" کیونکہ یہ فضا' یہ ماحول' غیر رمضان میں ناممکن اور محال ہے' اور رمضان والے ضابطے بھی نہیں اور یہ فرمان اقدس بھی اپنے اندر ہزاروں لاکھوں صداقتیں سمیٹے ہوئے نظر آتا ہے کہ "جس نے دوران صیام جھوٹی بات یا اس پر عمل کرنا نہ چھوڑا تو اللہ کریم کو اس کے صرف خورد و نوش چھوڑنے کی کوئی ضرورت نہیں۔" جبکہ وہ اس پر بہار فضا میں صیام رمضان کی حقیقت اور غرض و غایت نہ سمجھ پایا اس نے روزہ کا فقط ظاہری ڈھانچہ کو کھڑا کرلیا' لیکن اس کی حقیقت اور اغراض و مقاصد سے مطلق جاہل رہا۔ اور یہ وہی روزہ دار ہے کہ جس کے متعلق رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "بہت سے روزہ دار ایسے ہوتے ہیں کہ جن کو سوائے بھوک پیاس کے کچھ بھی پلے نہیں پڑتا' کیونکہ وہ حقیقت صیام سے بے بہرہ ہیں۔" اے مولیٰ کریم ہم عاجز بندوں کو روزہ اور لیلۃ القدر کی حقیقت سمجھنے اور اپنانے کی توفیق نصیب فرما۔ (آمین)

تعزیت ودعائے مغفرت

جناب محمد رفیق باوانی صاحب کی والدہ جن کی عمر ۷۵ سال تھی۔ ۱۷/ رمضان المبارک کو کراچی میں رحلت فرماگئی ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون مرحومہ پابند صوم و صلوٰۃ اور پارسا خاتون تھیں۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ (آمین)

ادارہ ختم نبوت جناب محمد رفیق باوانی صاحب اور جملہ پسماندگان کے غم میں برابر کا شریک ہے' قارئین ختم نبوت سے مرحومہ کے لئے دعائے مغفرت کی اپیل کی جاتی ہے۔ (ادارہ)

حافظ محمد زاہد حجازی‘ ٹنڈو آدم

شکوہ‘ جوابِ شکوہ

اگر حق بات کہتا ہوں مزا الفت کا جاتا ہے
اگر خاموش رہتا ہوں کلیجہ منہ کو آتا ہے

معزز قارئین کرام! کسی بندے کو خدائے قدوس کی ذات بابرکات سے شکوہ کرنا اگرچہ زیب نہیں دیتا‘ لیکن ایک مسئلہ کو سمجھنے کے خاطر مشرق‘ مغرب‘ شمال اور جنوب چھان مارا۔ لیکن مسئلہ حل نہیں ہو سکا‘ ذہنی کوفت‘ ہر وقت سوار رہنے کی وجہ سے اور حالات سے مجبور ہو کر اللہ رب العزت کی ذات سے شکوہ کرنا پڑا۔

میں نے اللہ کی ذات سے تصورات اور خیالات میں ایک سوال پوچھتے ہوئے کہا کہ! مولائے کائنات آج پاکستان کو بنے ہوئے پچاس برس سے زیادہ عرصہ بیت گیا‘ وہ پاکستان جس پاکستان کو اسلام اور کلمہ کی بنیاد پر لاکھوں نوجوانوں کو شہید کروا کر ہزاروں ماؤں بہنوں کی عصمتوں کو لٹوا کر حاصل کیا گیا‘ لیکن آج اسی پاکستان میں اسلام اور کلمہ سے چڑ ہے۔ پاکستان کا حال قابل رحم ہے۔ اب تک پاکستان ترقی کے بجائے تنزلی کی طرف آئے دن بڑی تیزی سے بڑھ رہا ہے۔ پاکستان کا ہر شہری‘ امن و سکون اور راحت سے محروم ہے‘ ہر شخص بے چینی کے عالم میں زندگی ہی میں جیتے جی داعی اجل کو لبیک کہنے کو تیار ہے۔ بھائی بھائی سے محفوظ نہیں‘ بھائی بھائی کے خون کا پیاسا ہے۔ انسان کی عظمت و تقدس سے کھیلا جا رہا ہے‘ بزرگوں کی روایات سے منقول ہے کہ: "پچھلے زمانے میں جس محلے میں مسجد ہوتی تھی‘ اس محلے کی مسجد کے احترام میں چور چوری نہیں کرتا تھا‘ جس گھر میں قرآن پاک کے نسخے ہوتے تھے اس گھر میں ڈاکو قرآن کے احترام میں کسی کو لوٹتا نہیں تھا۔" افسوس! آج اسی مسجد کو اسی وطن عزیز میں شہید کیا جا رہا ہے‘ جو اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا‘ قرآن پاک کے نسخوں کو جلا کر گندی نالیوں میں پھینکا جا رہا ہے‘ مساجد کی الماریوں سے قرآن پاک نکال کر سیڑھی بنا کر اس سیڑھی پر چڑھ کر مساجد کی گھڑیوں کو چور اتار کر لے جاتا ہے‘ آج مساجد اور قرآن کے تقدس کو پامال کیا جا رہا ہے۔ مولائے کائنات! آخر کیوں.....؟

انسانیت کا قتل عام ہو رہا ہے۔ ماضی بعید میں اگر مسلمان کو کوئی قتل کرتا تو قتل کرنے والا کافر‘ کسی مسلمان بہن کی عزت لوٹی جاتی تو عزت لوٹنے والا کافر‘ مولائے کائنات! اس کا اتنا دکھ نہیں جتنا کہ آج اس ظلم و ستم پر ہو رہا ہے کہ قاتل بھی مسلمان اور مقتول بھی مسلمان‘ عزت لوٹنے والا بھی مسلمان جس کی عزت لوٹی گئی وہ بھی مسلمان‘ عورتوں کو بیوہ کرنے والا بھی مسلمان‘ بیوہ ہونے والی عورت بھی مسلمان بچوں کو یتیم کرنے والا بھی مسلمان اور جو بچے یتیم کئے گئے وہ بھی مسلمان‘ مولا! آخر یہ کس جرم کی سزا ہے کہ اس دھرتی پر اگر کہیں امن نہیں ملتا تھا تو تیرے گھر میں آ کر پناہ لیتے تھے‘ لیکن رب ذوالجلال آج تو اس امن والی جگہ میں بھی امن سے محرومی۔ جو امن کی ضامن تھی آج اس پر امن کے دروازے بند ہو گئے۔ اس تیرے گھر میں تیرے کلام مقدس کا درس دیتے ہوئے مدرس اور سامعین کو دہشت گردوں نے جوتیوں سمیت گھس کر بے دردی سے گولیوں میں تاقیامت بیدردی کے ساتھ خاموش کر دیا‘ اس ہی امن کی جگہ میں رمضان المبارک کے مقدس مہینے میں اعتکاف میں بیٹھنے والے معتکفین کو گولیوں سے بھون کر چھلنی کر دیا‘ اسی مہینے میں تیری عبادت کرتے ہوئے تراویح کے دوران بے گناہ معصوم مسلمانوں کو شہید کر کے ہمیشہ کی نیند سلا دی‘ تیرے مقدس گھر میں معصوم طلبہ کے خون سے ہولی کھیل کر تیرے گھر کی زمین کو رنگین کر دیا۔ ماؤں کے سہاگوں کو چھین لیا‘ کئی بہنوں کے سہاروں کو ان سے جدا کر دیا۔ ہر شخص دوسرے شخص کو اپنا دشمن تصور کر بیٹھا ہے۔ علما کا آئے دن قتل عام‘ علما کی عوام کے دلوں سے محبت ختم ہو چکی ہے‘ دینی مدارس کو دہشت گردی کا گڑھ کہا جا رہا ہے اور یہاں سے فارغ ہونے والے تیرے نبی ﷺ کے وارثوں کو دہشت گرد تصور کیا جا رہا ہے۔

فحاشی‘ عریانی‘ والدین کی نافرمانی‘ آج گھر گھر میں عام ہے‘ دنیا میں امت مسلمہ بالعموم وطن عزیز میں بالخصوص امن‘ سکون اور راحت سے محروم ہے۔ عوام علما سے بیزار ہے‘ اسلام کا نام لینے والوں اور دین سے لگاؤ رکھنے والوں کا بے تحاشا مذاق اڑایا جا رہا ہے۔

قومیت‘ لسانیت اور فرقہ واریت کے نام پر وطن عزیز میں خون کے دریا بہائے جا رہے ہیں اور پاک زمین کو خون سے سرخ کیا جا رہا ہے۔ افسوس‘ صد افسوس ستم بالائے ستم کہ اس قومیت‘

لسانیت اور فرقہ واریت کی لڑائی کو جہاد کا لیبل لگا کر مجہول عوام کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔

اے پروردگار! مالک کائنات خالق انسانیت! یہ ظلم' بربریت' سفاکی آخر کس وجہ سے ہے.....؟ وہ جرم بتلایئے آخر کونسی غلطی سرزد ہو گئی؟ کس گناہ کا ارتکاب کیا' جس کی وجہ سے پاکستان کی مسلم عوام بالخصوص اور پوری دنیا کی امت مسلمہ بالعموم اس بربریت اور ظلم کی چکی میں پس رہی ہے۔

مولائے کائنات! بتلایئے تو سہی! آخر یہ ظلم' تشدد بربریت' سفاکی صرف امت مسلمہ پر کیوں؟ اگر یہ ظلم نماز' روزہ' حج' زکوٰۃ' جہاد اور دیگر احکامات الٰہی کو چھوڑنے کا وبال ہے تو اے اللہ! یہ جرم تو پہلے بھی لوگ کیا کرتے تھے' تو یہ دن صرف ہمیں کیوں دیکھنے پڑے؟ لگتا ہے کہ اس سے بھی کوئی اور بڑا جرم ہو گیا ہے' جس کی وجہ سے خدا کی گمنام اور بے آواز لاٹھی نے اپنی گرفت میں جکڑ لیا ہے' ضمیر نے مجھے جھنجھوڑا اور ملامت کی کہ نالائق! خدا سے شکوہ کرتا ہے' تجھے اپنے دامن میں داغ نظر نہیں آیا' آ! تجھے میں جرم بتاؤں؟ جس جرم کی وجہ سے امت مسلمہ پر ظلم و ستم' بربریت' سفاکی اور تشدد کے پہاڑ ڈھائے جا رہے ہیں:

خدا نے اس کائنات کو جس عظیم ہستی کے لئے حسن سے آراستہ کیا' آسمانوں کو بلندی' زمین کو برداشت' پہاڑوں کو ہمت' سورج کو حرارت' چاند کو ٹھنڈی روشنی اور ستاروں کو آسمان کی زینت بخشی' انسانوں کو جس عظیم ہستی کے صدقے اشرف المخلوقات کے لقب سے نوازا گیا' جس عظیم ہستی کے صدقے انبیاء کو نبوتیں' مرسلین کو رسالتیں' عطا کی گئیں' جس عظیم ہستی کے نام کو خدا نے قیامت تک اپنے نام کے ساتھ لازم قرار دے دیا۔

آج اس عظیم ہستی' مولائے کل' ہادیٔ سبل' سیدالرسل' امام الانبیاء' خاتم الانبیاء' سید الاولین والآخرین' مراد المشتاقین' راحت العاشقین' شفیع المذنبین' رحمۃ للعالمین' وجہ تخلیق کائنات' سرور انبیاء' سردار دو جہاں' آقائے نامدار' پیغمبر خدا' پیغمبر اسلام' صاحب قرآن' حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس ذات گرامی سے دنیا نوی کھیل کھیلا جا رہا ہے' کبھی اس کے مقدس نام نامی' اسم گرامی "محمد" (ﷺ) کو مین پیشاب گاہ پر لکھا جائے (نعوذباللہ) وہ نام جو عرش معلی کی زینت بنے' وہ نام جو آدم کی نجات کا سبب بنے آج ایک ارب پچاس کروڑ امت مسلمہ کی موجودگی میں لفظ "محمد" کو جوتوں کے تلووں پر لکھا جائے' وہی نام جس کی بشارت قرآن کریم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دی' آج اس نام کو لیڈیز کپڑوں پر چھاپ کر ہزاروں میٹر کپڑا بازار میں فروخت کیا جا رہا ہے' پیغمبر اسلام کی نبوت پر ڈاکہ زنی کی جا رہی ہے' آپ کی مقدس ذات کو (حرام خور نعوذباللہ) لکھا جائے' آپ کے مقدس روضہ مبارک کو ناپاک حشرات الارض' بدبودار اور نجاست کی جگہ لکھا جائے (نعوذباللہ) آپ کی پاک جماعت صحابہ کرامؓ کو عیاش اور مکار لکھا جائے (نعوذباللہ) امہات المومنین پر بے جا الزامات تراشے جائیں۔

بدنام زمانہ ملعون شیطان رشدی کی ناپاک زبان سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شکاری کہا جائے اور آپ کی گستاخی کرنے والوں کو وقت کے حکمرانوں نے نہ صرف اچھا کہا بلکہ اعزاز و اکرام اور انعامات سے نواز کر بیرون ملک روانہ کر دیا' کئی جھوٹے مدعیان نبوت کو (ایم پی او) کی حفاظت میں رکھا جا رہا ہے گویا ایک راستہ کھول دیا کہ جو بھی ملعون پیغمبر اسلام کی گستاخی کی جسارت کرے گا' پاکستان میں اسے نہ صرف رہا کیا جائے گا بلکہ بڑے اعزاز و اکرام کے ساتھ' ملک سے رخصت کیا جائے' پاکستان کے حکمران' اسلام سے اتنے بیزار ہیں کہ متعدد بار کہا گیا کہ ہم اسلامی حدود کو نافذ کر کے اپنے ملک کی قوم کو لولا لنگڑا نہیں دیکھنا چاہتے' حالانکہ شکوک و شبہات کی بنا پر حدود گر جاتے ہیں۔ یہ اتنا بڑا ظلم نظر نہیں آیا پھر تو شکوہ کرتا ہے خدا کی ذات سے' پھر تم پر یہ ظلم' بربریت اور سفاکی کے پہاڑ کیوں نہ ڈھائے جائیں؟

تم تو کہیں اس سے زیادہ حقدار تھے'

میں ششدر رہ گیا

انگشت بدنداں ہو گیا' ایک لمحہ کے لئے مجھ پر سکتہ طاری ہو گیا۔ ٹھنڈی سانس لیتے ہوئے میں نے ضمیر سے پوچھا کہ کیا میرے وطن عزیز کی ساڑھے اٹھانوے فیصد مسلم برادری کو ان واقعات' حادثات و سانحات کا علم نہیں؟ کیا وہ بے خبر ہیں؟ جواب ملا! علم بھی ہے اور خبر دار بھی' میں نے پوچھا کہ ان گستاخوں کا ابھی تک بدلہ نہیں چکایا' انتقام نہیں لیا' خاموش تماشائی بنے بیٹھے ہیں؟ جواب ملا بدلہ چکانا تو دور کی بات' انتقام لینا تو درکنار' خاموشی کو توڑنا تو بعد کی بات' ان کے دلوں میں تو گستاخان رسول ﷺ کے لئے ذرہ برابر بھی نفرت نام کی کوئی چیز نہیں پائی جاتی۔ پھر میں نے کلیجہ تھامتے ہوئے جگر سنبھالتے ہوئے دل پر بہت بڑی چٹان رکھ کر دل و دماغ پر جبر کرتے ہوئے امت مسلمہ کی اس بے بسی کے حال کو دیکھ کر خون کے آنسو بہاتے ہوئے علامہ اقبالؒ کے ان اشعار کو سسکی ہوئی آواز میں دہرایا۔

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا
اور کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا
مصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
گر باؤ نہ رسیدی تمام بولہبی است

☆☆☆☆

اخبار ختم نبوت

ربوہ کے نام کی تبدیلی خوش آئند ہے

گوجرانوالہ (نمائندہ خصوصی) ربوہ کے نئے نام "نواں قادیاں" پر مختلف دینی حلقوں کے اعتراض کے بعد حکومت نے محکمہ مال کے کاغذات کے مطابق موضع کا پرانا نام "چک ڈھگیاں" بحال کرنے کا فیصلہ کیا ہے اور اس سلسلہ میں صوبائی وزیر مال نے محکمہ مال کو ہدایت جاری کردی۔ گوجرانوالہ میں جناب عثمان عمر ہاشمی کی طرف سے دی گئی افطار پارٹی کے موقع پر یہ بات بتائی گئی۔ مولانا چنیوٹی نے جو پنجاب اسمبلی میں ربوہ کے نام کی تبدیلی کے لئے منظوری کی جانے والی متفقہ قرارداد کے محرک بھی ہیں' بتلایا کہ صوبائی وزیر مال چوہدری شوکت داؤد کے ساتھ ان کی تفصیلی ملاقات ہوئی ہے' جس میں گوجرانوالہ کے ایم پی اے جناب ایس اے حمیدی بھی شریک تھے' اس موقع پر دونوں طرف سے سامنے آنے والے اعتراضات کا تفصیلی جائزہ لینے کے بعد اس امر پر اتفاق رائے ہوگیا ہے کہ ربوہ کا کوئی نیا نام رکھنے کی بجائے محکمہ مال کے ریکارڈ کے مطابق پرانا نام "چک ڈھگیاں" بحال کردیا جائے۔ چنانچہ صوبائی وزیر مال نے اس موقع پر سیکریٹری مال کو بلاکر انہیں اس کے مطابق نوٹیفکیشن جاری کرنے کی ہدایات دے دی ہے۔ اس موقع پر پاکستان شریعت کونسل کے سیکریٹری جنرل مولانا زاہد الراشدی نے مولانا چنیوٹی کو ربوہ کا نام تبدیل ہونے اور نئے نام کا اتفاق رائے کے ساتھ فیصلہ ہونے پر مبارکباد پیش کی اور اس سلسلہ میں پنجاب اسمبلی کی قرارداد پر عملدرآمد ہونے پر اطمینان کا اظہار کیا۔

پاسبان ختم نبوت سندھ کی تنظیم سازی

جیکب آباد (پ ر) پاسبان ختم نبوت پاکستان کے مرکزی رہنما مجاہد نیاز احمد بگلانی بلوچ نے پاسبان ختم نبوت کی تنظیم سازی کے لئے اندرونی سندھ ایک ہفتہ کا دورہ کیا۔ لاڑکانہ' سکھر' بدیجی' شکارپور' جیکب آباد' گڑھی چندو' کندھ کوٹ' کشمور کا تفصیلی دورہ کیا۔ اسی دوران نوجوان علماٗ فضلاٗ کو پاسبان ختم نبوت کے پروگرام سے آگاہ کیا۔ مختلف پرورگرام ہوئے' جلسہ عام میں عقیدہ ختم نبوت پر تقاریر کیں اور یونٹوں کی جانب مہران ہال میں فتنہ قادیانیت کے موضوع پر سیمینار سے خطاب کیا۔ جمعیت علماٗ اسلام کے صوبائی ڈپٹی سیکریٹری انجینئر جاوید انور چیمہ سے ملاقات کی۔ دورہ کے آخر میں مدرسہ عربیہ فیض القرآن ختم نبوت کندھ کوٹ میں پاسبان کے صوبائی مولانا محمد یعقوب انور کھوسو کے صوبائی مجلس عاملہ میں شرکت کی۔ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے مرکزی رہنما نے فتنہ قادیانیت اور ملک دشمن تحریکوں کو ہم مکمل ختم کریں گے' اس ملک میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق غلام ہی رہیں گے۔ اس مملکت کی آزادی کے لئے علماٗ دیوبند نے کردار ادا کیا۔ مزید کہا کہ اللہ کے فضل و کرم سے سندھ کے ہزاروں کی تعداد میں نوجوان عقیدۂ ختم نبوت کی تحفظ کے لئے پاسبان میں شامل ہورہے ہیں۔ صوبائی عاملہ نے آئندہ کے لئے اہم فیصلے کئے۔

فتنہ قادیانیت کا خاتمہ کرنے کیلئے ملک گیر تحریک

باہو کھوسو (پ ر) پاسبان ختم نبوت پاکستان یونٹ باہو کھوسو ضلع جیکب آباد کے ایک اہم اجلاس وادی مہران کے عظیم دینی درسگاہ مدرسہ عربیہ اسلامیہ انوار العلوم باہو کھوسو میں مولانا قاری سعید احمد صاحب کی صدارت میں ہوا۔ جس کے مہمان خصوصی پاسبان ختم نبوت پاکستان کے مرکزی رہنما مجاہد نیاز احمد بگلانی بلوچ تھے۔ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے پاسبان ختم نبوت کے مرکزی رہنما مجاہد نیاز احمد بگلانی بلوچ نے کہا کہ پاسبان ختم نبوت نوجوانوں کے دلوں کی ترجمانی کا نام ہے اور پاسبان ختم نبوت فتنہ قادیانیت کی قلع قمع کرکے دم لے گی' کیونکہ قادیانی اسلام اور ملک کے غدار ہیں۔ ایسے غدار تنظیم قادیانیت کے لئے جہاد کرنا فرض عین میں شامل ہی' مزید کہا کہ قادیانیت ایک مسلمانوں کی باغی اور گستاخ نبوت پارٹی فتنہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ اٹھو اب پاکستانیو! ختم نبوت میں شامل ہو جاؤ اور اس ملک میں تمام فتنوں کے لئے جہاد کا علم بلند کرو۔ اور آخر میں پاسبان ختم نبوت ضلع جیکب آباد کے لئے جاوید احمد کھوسو صدر' محمد سلیم سیال جنرل سیکریٹری مقرر کیا گیا جبکہ شہر باہو کھوسو کے لئے مولانا بشیر احمد صدر' غلام یٰسین کھوسو جنرل سیکریٹری مقرر کیا گیا۔

○

قرآن حکیم کے حقوق سے اعراض کی مختلف صورتیں

قرآن مجید کی متعدد آیات اور احادیث مبارکہ سے روز روشن کی طرح واضح ہوا کہ قرآن کریم کے بعد کوئی کتاب اور کوئی خطاب الٰہی ایسا باقی نہیں رہا کہ اس پر ایمان لانا واجب ہو

پروفیسر عبدالماجد' مانسہرہ

قرآن حکیم رب العالمین کا وہ آخری ہدایت نامہ ہے جو تمام جہانوں کے رہنے والوں کے لئے رحمۃ للعالمین حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نازل کیا' یہ کتاب عظیم تمام سابقہ کتب سماویہ کی نگہبان اور جامع ہے۔ یہ وہ کتاب عظیم ہے' جس پر عمل کر کے پہلے دور کے مسلمان علم و عرفان کی بلندیوں پر پہنچے اور ترقی کی اعلیٰ منازل سر کیں۔ لیکن آج کے مسلمان قرآن کریم کو چھوڑ کر تنزل کی پستیوں تک جا پہنچے اور ذلیل و خوار ہوئے کیونکہ ۔

گر تو می خواہی مسلمان زیستن
نیست ممکن جز بقرآن زیستن

مسلمانوں پر قرآن حکیم کے یہ حقوق ہیں :

اول یہ کہ قرآن کریم پر ایمان لایا جائے' دوم اسے پڑھا جائے (یعنی اس کی تلاوت کی جائے)' سوم اسے سمجھا جائے' چہارم اس پر عمل کیا جائے اور اس کے احکامات کو انفرادی و اجتماعی سطح پر نافذ کیا جائے اور پانچواں حق یہ ہے کہ اسے دوسروں تک پہنچایا جائے اس کے الفاظ کو بھی اور اس کی تعلیمات کو بھی۔ لیکن ہم میں کتنے مسلمان ہیں جو قرآن کے ان حقوق کو ادا کرتے ہیں ؟ ان پڑھ مسلمان کو تو ایک طرف چھوڑیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں یہ عذر پیش کر سکتے ہیں کہ اے اللہ ہم تو پڑھ لکھ ہی نہیں سکتے تھے' ہمارا ذہنی لیول (مینٹل ڈویلپمنٹ) ہی اتنا نہیں تھا کہ ہم تیرے کلام کو سمجھ سکتے اور اس پر تدبر کر سکتے لیکن وہ لوگ اپنے اللہ کریم کو کیا جواب دیں گے اور اس کے آگے کیا عذر پیش کریں گے' جو ایف اے' بی اے' ایم اے کر چکے ہیں اور اردو' انگلش وغیرہ کی بڑی بڑی کتابیں پڑھ چکے ہوں۔ ڈ ہوں۔ ڈاکٹری' انجینئرنگ' جیسے مشکل علوم و فنون حاصل کر لئے ہوں وہ اللہ کی عدالت میں قرآن حکیم کو نہ سمجھنے کا کیا عذر پیش کریں گے ؟

ہمارے اکثر پڑھے لکھے لوگوں کا بھی قرآن پاک کے ساتھ صرف یہی تعلق ہے کہ بس اسے پوری زندگی ناظرہ ہی پڑھا جائے یعنی صرف ریڈنگ تک محدود رہا جائے' حالانکہ کسی بھی درجہ کا طالب علم اگر انگلش یا سائنس کی کتاب کی ریڈنگ ہی کرتا رہے اور اس کا مفہوم نہ سمجھے اس کے معانی تک رسائی حاصل نہ کرے تو کوئی بھی اسے پڑھا لکھا نہیں مانتا اور نہ ہی ایسا طالب علم امتحان میں کامیاب ہو سکتا ہے۔ لیکن معلوم نہیں کہ ہم نے قرآن عظیم کے ساتھ صرف ناظرہ کا تعلق ہی کیوں قائم کر لیا ہے (اگرچہ یہ ناظرہ ثواب و برکات سے خالی نہیں) اور ہم اس کو سمجھنے کی کوشش کیوں نہیں کرتے' میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بھی قرآن کے حقوق سے بے پروائی اور اعراض عن القرآن کی ہی صورت ہے۔ حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ نے (معارف القرآن جلد ۶ ص ۱۵۰) پر اعراض قرآن کی مختلف صورتیں یوں لکھی ہیں :

(۱) اس کی تلاوت کی طرف کوئی دھیان ہی نہ کرے۔

(۲) نہ کبھی قرآن پڑھنے اور سیکھنے کی فکر کرے۔

(۳) قرآن کو پڑھے مگر غلط سلط پڑھے' تصحیح حروف کی فکر نہ کرے یا صحیح بھی پڑھے مگر بے ادبی اور بے پروائی سے پڑھے۔

(۴) کسی دنیوی مال و عزت کی خواہش سے پڑھے۔

(۵) اسی طرح قرآن کے احکام کو سمجھنے کی طرف توجہ نہ دینا بھی قرآن سے اعراض ہے۔

(۶) سمجھنے کے بعد ان پر عمل کرنے میں کوتاہی کرنا یا اس کے احکام کی خلاف ورزی یہ اعراض کا انتہائی درجہ ہے۔

غرض قرآن کے حقوق سے بے پروائی کرنا بہت بڑے وبال اور ہلاکت کا ذریعہ ہے جو قیامت کے روز بار گراں بن کر اس کی گردن پر لاد دیا جائے گا۔ اللہ رب العزت ہمیں قرآن کے تمام حقوق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور قیامت کے دن اس کو ہمارے حق میں حجت بنائے نہ کہ ہمارے خلاف۔ (آمین)

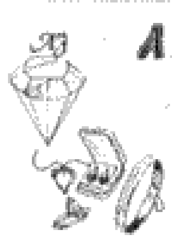

AL-ABDULLAH JEWELLERS
العبداللہ جیولرز
GOLD, SILVER BUYERS, SELLERS & ORDER SUPPLIERS
Shop NO. 86, Kundan Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Phon : 7512251

REGD. NO. SS-160

عالمی مجلس
تحفظ ختمِ نبوت سے تعاون
شفاعتِ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذریعہ

- پوری دنیا میں قادیانیت کا تعاقب
- قادیانیوں کو دعوتِ اسلام
- سینکڑوں مبلغین کے ذریعہ قادیانی سرگرمیوں کا سد باب
- عدالتوں میں قادیانیت کے متعلق مقدمات کی پیروی
- سینکڑوں مساجد و مدارس کے ذریعہ مبلغین کی تیاری
- دفاتر ختم نبوت، دار التصنیف اور لائبریریوں کا قیام
- قادیانیت سے تائب ہونے والے مسلمانوں کی نگہداشت
- ہفت روزہ ختم نبوت کے ذریعہ قادیانیت کا قلمی پوسٹ مارٹم

ان تمام صدقاتِ جاریہ میں شرکت کے لئے

زکوٰۃ، صدقات، خیرات، فطرہ، عطیات عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت کو عنایت فرمائیں

ترسیل زر کا پتہ

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

فون: 514122-583486، فیکس: 542277

نوٹ، رقوم دیتے وقت مدکی صراحت ضروری ہے تاکہ شرعی طریقے سے مصرف میں لایا جاسکے

کراچی کے احباب عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دفتر

جامع مسجد باب الرحمت، پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی میں رقوم جمع کرا سکتے ہیں

فون: 7780337 فیکس:

نوٹ، مجلس کے مرکزی دفاتر میں رقوم جمع کرا کے مرکزی رسید حاصل کرسکتے ہیں